

مقالہ

# ختم نبوت

کتابِ سنت کی روشنی میں

تالیف

شیخ الحدیث  
ما اہلسنت  
حضرت مولانا محمد سرفراز خان مدظلہ

بکریہ منڈلاکریہ  
نور محمد گمر کوہہ انمولہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ  
 (قرآن کریم)  
 ان الرسا والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدى ولا نبى (حدیث شریف)

## مقالہ

### ختم نبوت کتاب و سنت کی روشنی میں

یہ مقالہ تحفظِ ختم نبوت کے عالمی اجلاس وار العلوم دیوبند (بھارت)

کیلئے تحریر کیا گیا تھا۔ جو ۲۹، ۳۰، ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو ہونے والا

تھا۔ مگر سو اتفاق سے وزیر اعلیٰ کے کیوجہ سے یہ مقالہ نہ دیا پیش آیا اور نہ پڑھا جا

اب یہ طلبہ علم اور عام مسلمانوں کے افادہ کیلئے طبع کیا جا رہا ہے :

ابوالزائد محمد سرفراز

# ﴿جملہ حقوق بحق مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ محفوظ ہیں﴾

طبع ہشتم نومبر ۲۰۱۲ء

نام کتاب	مقالہ شتم نبوت کتاب وسنت کی روشنی میں
مصنف	امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر
تعداد	گیارہ سو (۱۱۰۰)
قیمت	۴۰/- (چالیس) روپے
مطبع	نئی مدنی پرنٹرز لاہور
ناشر	مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

## ﴿ملنے کے پتے﴾

☆ کتب خانہ صفدریہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور	☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور	☆ مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور
☆ دارالکتب اردو بازار لاہور	☆ بک لینڈ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ سلطان عالمگیر اردو بازار لاہور	☆ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
☆ مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان	☆ مکتبہ حقانیہ ملتان
☆ کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان	☆ مکتبہ علمیہ اکوڑہ خشک
☆ مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خشک	☆ مکتبہ رحمانیہ قصہ خوانی پشاور
☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی	☆ مکتبہ فریدیہ اسلام آباد
☆ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ	☆ ادارہ الانور بنوری ٹاؤن کراچی
☆ اقبال بک سنٹر جہانگیر پارک کراچی	☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی
☆ مکتبہ فاروقیہ حنفیہ اردو بازار گوجرانوالہ	☆ والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ

☆ ظفر اسلامی کتب خانہ جامع مسجد بوہڑ والی گلگت

# ۳ فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱	پہلی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے	۷	عرض حال
۲۱	اس کی تائید حضرت جابرؓ کی حدیث سے	۸	حضرت ہشتم صاحب دارالعلوم دیوبند
۲۲	دوسری حدیث حضرت ابی ہریرہؓ سے		کا دعوت نامہ
۲۳	تیسری حدیث حضرت ثوبانؓ سے	۱۳	ختم نبوت پر قرآن کریم کی آیت
۲۳	چوتھی حدیث حضرت جابرؓ سے	۱۳	اس کا شان نزول
۲۴	پانچویں حدیث حضرت عرابضؓ سے	۱۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد
۲۵	چھٹی حدیث حضرت انسؓ سے	۱۵	لفظ رسول اور نبی کا معنی
۲۵	ساتویں حدیث حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے	۱۶	خاتم اسم آلہ کا صیغہ ہے
		۱۶	لفظ خاتم اور قادیانی
۲۶	آٹھویں حدیث حضرت ابولامہ الباہلیؓ سے	۱۸	محمد علی لاہوری کا بیان
۲۶	اجماع اُمت	۱۹	خاتم ماضی کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے
۲۷	حضرت ملا علی القاضیؒ کا حوالہ	۱۹	امام مہرؒ کا حوالہ
۲۷	فائدہ نئے نبی کے آنے سے ختم نبوت	۲۰	اقوال مرزا صاحب
	پر زور پڑتی ہے۔	۲۱	احادیث



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳	حضرت ملا علی القاری سے	۲۸	نزول حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
۲۳	علامہ شامی سے		پر متعدد حوالے۔
۲۳	حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے	۲۸	امام البوہیان اندلسیؒ
۲۴	نرا وہم	۲۸	امام جلال الدین سیوطیؒ
۲۴	فاجر آدمی سے بھی دین کی تائید ہو	۲۸	حافظ ابن کثیرؒ
	جاتی ہے۔	۲۹	علامہ محمد طاہرؒ
۲۵	بخاری وغیرہ کے حوالے	۲۹	علامہ ابن الظاہریؒ
۲۵	محض نبوت کے زبانی اقرار سے	۲۹	نواب صدیق حسن خاں صاحبؒ
	کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔	۲۹	نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ
۳۶	ایمان کا معنی فتح الملہم سے		والسلام چالیس سال رہیں گے
۳۶	مسلمہ کذاب آنحضرت صلی اللہ علیہ	۳۰	اس پر متعدد حوالے
	وسلم کو نبی تسلیم کرتا تھا۔		آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
۳۶	سیرت ابن ہشامؒ	۳۰	مذہبی نبوت اور اس کو نبی ماننے والا
۳۷	انصار المسلمین کا حوالہ		واجب القتل ہے۔
۳۷	مرزا صاحب کے دعوائے نبوت کی	۳۰	حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث
	حقیقت اور فسادِ دلت۔	۳۱	اس کے مآخذ
۳۸	انگریز کی تائید	۳۲	زندیق کی تعریف
۳۸	اور جہاد کو حرام قرار دینا	۳۲	علامہ تفتازانیؒ سے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۵	احادیث	۴۰	مرزا صاحب کا اپنا اقرار
۵۵	حضرت مکرمہ کی حدیث	۴۲	صریح دھوکہ
۵۵	حضرت ابن عباسؓ کی حدیث	۴۳	مطیع ہونے کا دعویٰ باطل ہے
۵۶	اس حدیث پر اعتراض اور اس کا جواب	۴۴	متعدد حوالے
۵۷	حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ کی حدیث	۴۷	ضروریات دین میں تاویل بھی کفر ہے
۵۹	حضرت عثمانؓ بن عفان کی حدیث	۴۷	علامہ وزیر یانیؒ
۵۹	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث	۴۸	علامہ خیالیؒ
۶۰	حضرت عائشہؓ کی حدیث	۴۸	حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ
۶۰	حضرت ابوقلابہؓ کی حدیث	۴۸	حافظ ابن ہمامؒ
۶۱	حضرات آئمہ دینؒ	۴۹	علامہ ابن عابدینؒ
۶۱	حضرت امام مالکؒ	۴۹	حضرت مجدد الف ثانیؒ
۶۳	حضرت امام ابو حنیفہؒ	۴۹	حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ
۶۴	حضرت امام شافعیؒ	۵۰	نعمت اللہ قادیانی کی افغانستان میں سنگساری
۶۵	حضرت امام نوویؒ	۵۱	حضرت مولانا عثمانیؒ کا رسالہ الشہاب
۶۵	حضرت امام مارونؒ	۵۲	مرتد کی سزا
۶۶	علامہ عزیزیؒ	۵۳	قرآن کریم
۶۷	نبیل الاوطار کا حوالہ	۵۳	ایک شبہ اور اس کا ازالہ
۶۷	حضرت امام احمد بن حنبلؒ		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۸	تھے۔ اور قضاۃ چار تھے	۷۸	حضرت ابن حزم کا حوالہ
۷۸	مذکرۃ الحفاظ	۷۸	دیگر متعدد فقہی حوالے
۷۸	پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد	۷۸	بدائع الصنائع کا حوالہ
۷۹	پاکستان کے سابق وزیر اطلاعات	۷۹	مغنی ابن قدامہ کا حوالہ
۷۹	ونشریات سے	۷۹	حضرات صحابہ کرام میں علم دین کے چھ بزرگ

علامہ ابن القیم الجوزی کی مشہور کتاب  
 حادی الأرواح الی بلاد الأندلس کا اردو ترجمہ

**جنت کے نظارے**

۱۸۰

منتجع حافظ عبد الفتاح خان قاری



# عرضِ حال



مُبَسِّلاً وَمُحَمَّدًا وَمُصْلِيًا وَمُسْلِمًا. اَمَّا بَعْدُ عَالَمِ اسْلَامِ كِي دُنْيَاہِيں  
 سب سے بڑی خالص اسلامی یونیورسٹی اور مرکزِ علوم و نییہ دارالعلوم دیوبند (بھارت) کے  
 حضرت مہتمم صاحب دام مجدہم کے یکے بعد دیگرے تین مدد و دعوت نامے راقمِ اشیام کے  
 نام بذریعہ ڈاک آئے کہ دارالعلوم دیوبند کے معزز ارکانِ شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق ۲۹  
 ۳۱، اکتوبر ۱۹۸۶ء کو دارالعلوم کے زیرِ اہتمام تحفظِ ختمِ نبوت کے موضوع پر ایک عالمی  
 اجلاس طے ہوا ہے۔ جس میں تمہاری شمولیت بھی ضروری ہے اور ذیل کے عنوانات  
 میں سے کسی ایک پر ایک مقالہ تحریر کر کے ۲ اکتوبر تک دارالعلوم دیوبند بھیج دیں۔  
 اور مقالہ فل اسکیپ سائز کے سات صفحات پر مشتمل ہونا چاہیے۔ یا اگر مقالہ مفصل ہو تو چار  
 پانچ صفحات میں اس کی تلخیص فرمادی جائے تاکہ اس کو ۱۲ منٹ میں پیش کیا جاسکے۔  
 چونکہ راقمِ اشیام ۲۳ ستمبر ۱۹۸۶ء سے ۲۵ ستمبر تک برطانیہ کے دورے پر تھا۔ اور مدرسہ نصرت  
 العلوم گوجرانوالہ میں اسباق کے خلاف معمول کافی نالغے ہو چکے تھے۔ اس لئے خود دارالعلوم  
 دیوبند جانے کے سلسلہ میں خاصاً متروک تھا۔ مگر بفضل اللہ تعالیٰ مقالہ ان کے انتخاب  
 کردہ عنوانات کے تحت ذرا (ختمِ نبوت کتاب و سنت کی روشنی میں) پر لکھنا شروع



کر دیا۔ اور معلوم ہوا کہ عزیزم زاہد الراشدی اور عزیزم محمد عبدالقدوس خاں قارئین سلمہ اللہ تعالیٰ اپنے چند دیگر رفقاء کے ساتھ اس اجتماع پر دارالعلوم جانے کا عزم بالبحزم کر چکے ہیں۔ اور ویزے حاصل کرنے کے لئے درخواستیں بھی دے چکے ہیں۔ بے حد مصروفیت کی وجہ سے مقالہ ۲ اکتوبر تک تیار نہ ہو سکا۔ تاکہ بذریعہ ڈاک دارالعلوم دیوبند ارسال کر دیا جاتا۔ دل مطمئن تھا کہ انشاء اللہ العزیز تکمیل کے بعد یہ مقالہ دارالعلوم دیوبند بھیج دیا جائے گا۔ جو وہاں اجلاس میں پڑھ کر سنا دیا جائے گا۔ مگر عزیزوں کے طے شدہ پروگرام کے مطابق روانگی سے ایک دن پہلے معلوم ہوا کہ انڈیا نے سرحدوں کی کشیدگی کا بہانہ بنا کر ان کے ویزوں کی درخواستیں مسترد کر دی ہیں اور مرکزی حضرات میں سے جن دو چار خوش نصیبوں کو جانے کی اجازت ملی تو وہ چلے گئے۔ اور ہمیں ان کے جانے کا علم نہ ہوا۔ پھر اتنا دقت نہ تھا کہ بذریعہ ڈاک وغیرہ کے یہ مقالہ وہاں اجلاس میں پہنچایا جاسکتا۔ اب مناسب معلوم ہوا کہ طلبہ علم کے افادہ کے لیے اسے شائع کر دیا جائے۔ سو بحمد اللہ تعالیٰ یہ شائع کیا جا رہا ہے۔ **مَشْعَنَ اللہ تعالیٰ بہا۔**

دارالعلوم دیوبند سے آئے ہوئے دعوت ناموں میں سے مفصل دعوت نامہ درج ذیل ہے۔

دارالعلوم دیوبند

محترم المقام دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛ خدا کرے کہ مزاج سامی بعافیت

ہوں۔ فتنہ قادیانیت آزادی کے بعد ہمارے ملک میں سرد پڑ گیا تھا۔

جس کی وجہ سے علماء امت و محافظین شریعت اس کی جانب سے بے فکر

ہو گئے تھے۔ اب میدان خالی پا کر اس فتنہ نے سر اٹھانا شروع کر دیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس فتنہ کا پھر سے قوت کے ساتھ تعاقب کیا جائے اس غرض سے دارالعلوم دیوبند کے معزز ارکان شوریٰ نے اپنے گزشتہ اجلاس میں دارالعلوم کے زیر اہتمام "تحفظ ختم نبوت" کے موضوع پر ایک عالمی اجلاس منعقد کرنے کی تجویز فرمائی تھی۔ چنانچہ اسی فیصلہ کے مطابق مورخہ ۲۹، ۳۰، ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو دارالعلوم میں عالمی اجلاس منعقد کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! کی دئیے علمی خدمات کے پیش نظر عرض ہے کہ اس موقع پر ابطال قادیانیت کے عنوان سے ایک مقالہ سپرد قلم فرما کر مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء تک دارالعلوم دیوبند کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ امید ہے کہ اس موقع کی اہمیت کے پیش نظر اس گزارش پر خاص توجہ فرمائیں گے۔

نمونہ کے لئے چند عنوانات ہر شتہ عریضہ ہدایں والسلام

مولانا مرغوب الرحمن مہتمم دارالعلوم

دیوبند

نوٹ: مقالہ فل اسکیپ سائز کے ۷ صفحات پر مشتمل ہونا چاہیے۔ یا اگر مقالہ مفصل ہو تو چار پانچ صفحات میں اس کی تلخیص فرمادی جائے۔ تاکہ اس کو بارہا منٹ میں پیش کیا جاسکے۔

## عنوانات

- ① قادیانیت اور اسلام (ایک تقابلی مطالعہ)
- ② عقیدہ ختم نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی
- ③ مرزا صاحب اور دعویٰ مسیحیت (ایک تحقیقی جائزہ)
- ④ غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت
- ⑤ غلام احمد قادیانی علماء اسلام کی نظر
- ⑥ حیات مسیح اور قادیانیت
- ⑦ انبیاء علیہم السلام کی سیرت اور مرزا قادیانی کا کردار
- ⑧ مرزا غلام احمد قادیانی کی تضاد بیانی
- ⑨ قادیانیت دین محمدی کے خلاف کھلی بغاوت۔
- ⑩ ختم نبوت کتاب و سنت کی روشنی میں۔
- ⑪ حضرت مسیحؑ مرزا قادیانی کی نظر میں۔
- ⑫ سلسلہ ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں۔
- ⑬ تاریخ اسلام میں جھوٹے مدعیان نبوت کا عبرت ناک انجام
- ⑭ قادیانی اپنی تحریر کے آئینہ میں۔
- ⑮ قادیانی کی پیش گوئیاں واقعات کے آئینہ میں۔
- ⑯ روضہ قادیانیت کے سلسلہ میں دارالعلوم کی مساعی
- ⑰ روضہ قادیانیت پر فضلاء دارالعلوم کی تصنیفی خدمات۔



۱۸) ردِ قادیانیت پر حضرت العلّامہ انور شاہ کشمیری کی جلیل القدر خدمات

۱۹) مرزا غلام احمد قادیانی اور قرآن کریم کی تحریفات

۲۰) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے کفریہ عقائد۔

مولانا مرغوب الرحمن مہتمم دارالعلوم، مولانا معراج الحق صدر المدرسین دارالعلوم د  
جملہ اراکین شوریٰ دارالعلوم دیوبند۔

ان اکابر علماء کرام کثر اللہ تعالیٰ امثالہم کی دعوت اور حکم کی تعمیل میں یہ مقالہ  
بڑی عجلت سے تحریر کیا گیا ہے۔ ظاہرات ہے کہ جو کام جلدی میں کیا جائے اس میں غلطی  
کا امکان زیادہ ہے۔ اس لئے اہل علم سے گزارش ہے کہ بجائے شور و غوغا برپا کرنے  
اور طعن و تشنیع کرنے کے اگر اس میں غلطیاں ہوں تو معقول طریقہ سے اغلاط کی  
نشاندہی کرنے والے حضرات کا شکریہ ادا کیا جائے گا۔ اور اصلاح کی جائے گی۔

انشاء اللہ العزیز

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی رسولہ خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی  
آلہ واصحابہ وارضواہ وذریاتہ وجميع اتباعہ الی یوم الدین۔ آمین  
یا رب العلمین۔ ۲۲ صفر ۱۴۰۷ھ، ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۶ء

ابوالزہد محمد سر فراز خطیب جامع مسجد گکھڑ

وصدر مدرس مدرسہ نضرۃ العلوم گوجرانوالہ



# ختم نبوت کتاب و سنت کی روشنی میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ ۝ آمَنَّا

جس طرح برحق اور آخری مذہب اسلام میں توحید و رسالت اور قیامت وغیرہ  
کے اصولی بنیادی اور قطعی عقائد پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح اس امر پر بھی ایمان  
لانا ضروری ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر اور  
خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں اور آپ کی بعثت کے بعد تا صومرا سفیل علیہ السلام کوئی نبی  
پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کسی کو آپ کے بعد نبوت مل سکتی ہے۔ جو شخص ختم نبوت کا انکار  
یا تاویل کرے۔ تو وہ یقیناً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیوں کہ جس طرح ضروریات  
دین میں سے کسی امر کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح اس کی تاویل بھی کفر ہے۔ اور خوبصورت  
سے خوبصورت تاویل بھی کفر سے نہیں بچا سکتی۔ جیسا کہ فقیر اس کے حوالے آ رہے  
ہیں۔ الشاء اللہ العزیز۔

ختم نبوت کا عقیدہ قرآن کریم، احادیث صحیحہ، متواترہ اور اجماع امت سے  
ثابت ہے۔

**قرآن کریم** | قرآن کریم کی متعدد آیات کرمیات سے مسئلہ ختم نبوت ثابت ہے  
مگر ہم اختصار کے پیش نظر صرف ایک ہی آیت کرمیہ عرض کرتے  
ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ  
وَمَا كَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا  
محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) باپ نہیں کسی کا  
تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے  
اللہ (تعالیٰ) کا اور مہر سب نبیوں پر ہے اور  
ہے اللہ (تعالیٰ) سب چیزوں کا جاننے والا۔  
(پ ۲۲ - الاحزاب ۵)

اس آیت کرمیہ کے شان نزول میں متعدد اور معتبر تفاسیر میں جو کچھ بیان ہوا  
ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محبت و شفقت اور پیار  
کی وجہ سے حضرت زید بن حارثہؓ (التوفی شہ) کو اپنا متبنیٰ لے پا کر اور منہ بولا بیٹا بنا لیا  
اور ان کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحشؓ (التوفی شہ) سے کر دیا  
تھا۔ مگر اختلاف طبائع کی وجہ سے نباہ نہ ہو سکا۔ اور حضرت زیدؓ نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے  
دی۔ عدت گزر چکنے کے بعد آپ نے ان سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تاکہ حضرت زینبؓ  
کی بھی دلجوئی ہو جائے مگر دور جاہلیت کے نظریات کے تحت (کہ وہ لوگ متبنیٰ کی  
بیوی سے وفات یا طلاق کے بعد عدت گزر چکنے کے بعد بھی نکاح حرام سمجھتے تھے۔  
جیسا کہ اسلام میں صلی اور رضاعی بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے) لوگوں کے اس  
اعتراض اور پردہ پیگنڈے کا خدشہ پیش نظر تھا۔ اس لئے آپ اس نکاح سے گھبراتے تھے  
اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے مردوں  
میں سے کسی کے (جسمانی) باپ نہیں۔ نہ حضرت زیدؓ کے اور نہ کسی اور کے ہاں رد

ابوت وَاَزْوَاجُ اَنْهَاتُهُمْ کی نص سے۔ کیونکہ جب حضرات ازدواج مطہرات مومنوں کی روحانی مائیں ہیں۔ تو لازماً آپ اُن کے باپ ہیں۔ اور حدیث انس انا لکے مثل الوالد الحدیث نسائی ص ۳۷ سے ثابت ہے۔ تو جب آپ حضرت زید و غیرہؓ میں سے کسی کے باپ نہیں۔ تو بعد از عدت ان کی بیوی سے نکاح کیوں ناجائز ٹھہرا۔ یہ یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں۔ جن کا وجود صحیح احادیث اور کتب تاریخ سے ثابت ہے۔ تاریخی طور پر اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ جن کے نام حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ تھیں اور دو فرزند بھی قطعاً اور یقیناً تھے۔ حضرت قاسمؓ اور حضرت ابراہیمؓ۔ کتب احادیث اور تاریخ سے اس کا واضح ثبوت ہے۔ مگر یہ دونوں بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی رجل اور مرد نہیں ہوا۔ ان کے علاوہ آپ کے ایک فرزند اور بھی تھے جن کا نام عبد اللہ تھا۔ ان کو طیب اور طاہر بھی کہا جاتا تھا۔ (مجمع الزوائد ص ۲۱) وقال رواہ الطبرانی در رواۃ ثقات (مگر وہ بھی بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے۔ لہذا آپ کی زینہ بالغ اولاد کوئی نہ تھی۔ صاحبزادیاں ہی تھیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کر دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی مرد کے جسمانی باپ نہیں۔ تو پھر حضرت زیدؓ کی مطلقہ بی بی بہو ہونے کے لحاظ سے آپ پر کیسے اور کیونکر حرام ہوگی۔ باقی رہے دور جاہلیت کے غلط نظریات تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے مٹانے اور بیخ دین سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے ہی مہیا کیا ہے۔ جن کا مٹانا آپ کے فرض منصبی میں شامل ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی آشکارا کر دیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ



کے رسول یعنی اُمت کے روحانی باپ ہیں۔ اور خاتم النبیین ہیں۔ کہ آپ کی آمد پر انبیاء کرام علیہم السلام کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اکثر علماء عربیت کی اصطلاح کے مطابق افسدہ دل اور نبی کا مصداق اور مال ایک ہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام مخلوق خدا کو پہنچانے والا اور ان کو خدائی خبریں سنانے والا رسول کا مادہ رسالت ہے۔ یعنی پیغام رسانی اور نبی کا مجرد مادہ نباء ہے۔ جس کے معنی خبر دینا اور ظہور کے ہیں۔ کیونکہ نبی اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر مخلوق کو خبر بھی دیتا ہے۔ اور دلائل و معجزات کے اعتبار سے ان کی نبوت ظاہر بھی ہوتی ہے۔ اور اس کا مجرد مادہ نباء بھی بیان کیا گیا ہے۔ جس کے معنی القوت الخفی کے ہیں۔ چونکہ وحی لانے والا فرشتہ اُن سے آہستہ گفتگو کرتا ہے۔ اور وہ بھی اس سے مخفی طریقہ پر جو گفتگو ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو نبی کہا جاتا ہے اور نبی کے معنی راستہ کے بھی ہیں۔ نبی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تک رسائی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ وصول الی اللہ تعالیٰ کا راستہ بھی ہوئے (ملاحظہ ہو نمبر اس ص ۱۵)

اور بعض علماء عربیت کی اصطلاح میں رسول اس کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستقل کتاب و شریعت عطا ہوئی ہو۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ صاحب تورات اور صاحب شریعت تھے۔ اور نبی وہ ہوتا ہے۔ جس کو نبوت تو ملی ہو مگر وہ صاحب کتاب و صاحب شریعت نہ ہو۔ بلکہ وہ صاحب کتاب و صاحب شریعت رسول کا معاون و وزیر ہو جیسا کہ حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منصب بیان فرمایا۔ تو لفظ رسول سے وَلَکِنْ تَرَسُولُ اللہ یعنی اس دوسری اصطلاح کے مطابق آپ صاحب کتاب و صاحب شریعت ہیں۔ اور جب لفظ خاتم کا مضاف



الیہ بیان کیا تو لفظ النبیین ذکر فرمایا۔ یعنی اس دوسری اصطلاح کے مطابق آپؐ نہیں تشریعی نبوت کے بھی خاتم ہیں۔ اگر اس مقام پر خاتم المرسل کا جملہ ہوتا تو اس اصطلاح کے موافق شبہ کرنے والے یہ کہہ سکتے تھے کہ آپؐ تو مرسل کے خاتم ہیں اور رسول وہ ہوتا ہے جو صاحب کتاب و صاحب شریعت ہو تو اس سے معلوم ہے کہ آپؐ کے بعد غیر تشریعی نبی آ سکتا ہے اور آپؐ غیر تشریعی نبوت کے خاتم ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم اور معجز کتاب میں اس باطل شبہ کی بھی گنجائش نہ کر دی۔ اور واضح کر دیا کہ آپؐ تشریعی نبوت تو کیا غیر تشریعی نبوت کے بھی خاتم و خاتم النبیین آپؐ کے آنے سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔ جس کی انتظار تھی۔

لَوَ اَنَّ عِنْدَیْ اَنۡیُّ ہُوَ اَنۡیُّ مُشۡکِرًا اَنۡیُّ سُبۡحٰلِ اَیُّ دَلۡ ذَاوۡہِیۡ سُبۡحٰلِ کَآمِلِ ہِآ اَنۡیُّ

## خاتم کا معنی

لفظ خاتم اسم آلہ کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی مہر کے ہیں جس طرح لفافہ اور بندل وغیرہ میں کوئی چیز رکھ کر اُسے بند کر کے اس پر مہر لگا دی جاتی ہے تو کوئی چیز مہر توڑے بغیر نہ تو اس میں رکھی جاسکتی ہے اور نہ نکال جاسکتی ہے۔ بعینہ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ کی آمد سے قمر نبوت مکمل ہو گیا۔ اور نبوت کا دروازہ بند اور سیل ہو گیا۔ اور اس پر مہر لگ گئی۔ اب بغیر مہر توڑے نہ اُسے کوئی کھول سکتا ہے۔ اور نہ اندر داخل ہو سکتا ہے یہی ختم کا معنی ہے اور یہی اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ اور اسی پر اللہ تعالیٰ ہمیں قائم رکھے۔

زمانہ ساز، نظر باز، مدعی سے کہو جہان عشق میں سکے وفا کے چلے

لفظ خاتم اور قادیانی

قادیانی بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہ خاتم کا

مہر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس پر ہمارا پورا یقین ہے۔ مگر بقول شاعر  
 درمید بھی دا ہے یقین بھی ہے چٹانوں سا مگر جودل میں ہے وہ دوسرے کچھ اور کہتا ہے  
 قادیانیوں کا کہنا ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی مہر سے ہی آگے نبوت چلتی رہے گی۔ وہ یوں کہ آپ کا کلمہ پڑھ کر آپ کی  
 پیروی اور اتباع کر کے ہی کسی کو نبوت ملتی اور مل سکتی ہے۔ ویسے نہیں مگر قادیانیوں  
 کی یہ تاویل بلکہ تحریف قطعاً باطل ہے اولاً اس لئے کہ یہ معنی قرآن کریم، احادیث  
 صحیحہ متواترہ اور اجماع اُمت کے خلاف ہے لہذا مردود ہے۔ وثانیاً آپ کی پیروی  
 اور اتباع کا جذبہ جس طرح خیر القرون اور ان کے قریب کے زمانوں میں تھا۔ وہ بعد کو  
 نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ان مبارک زمانوں میں کسی کو نبوت نہ  
 مل سکی اور اب اس کا دروازہ وا ہو گیا۔ جھوٹے نبیوں کی بات نہیں ہو رہی۔ ان کا حشر  
 تاریخی طور پر سب کو معلوم ہے۔ تفصیلی طور پر کتابیں دیکھنے کی فرصت نہ ہو۔ تو کتاب  
 آئمہ تلبیس مؤلفہ حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری فاضل دیوبند ہی کافی ہوگی۔  
 وثالثاً خاتم کا معنی خود مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلمات کے خلاف ہے۔ چنانچہ وہ  
 لکھتے ہیں۔

اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں۔ میرے  
 ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی  
 اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا  
 لڑکی نہیں ہوا۔ اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔ (تریاق القلوب ص ۳۷۹)

اس حوالہ کے پیش نظر اگر مرزا صاحب خود اور ان کی روحانی ذریت خاتم النبیین

کا یہ معنی کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے آگے نبوت چلتی اور جاری ساری ہے تو خاتم الاولاد کا بھی یہ معنی کریں۔ کہ مرزا صاحب کی والدہ ماجدہ کے ہاں مرزا صاحب کی مہر لگنے سے تاقیامت ان کے پیٹ سے اولاد نکلتی رہے گی۔ اور یہ مہر خاصی مفید و کارآمد رہے گی۔ یا کم از کم ان کی والدہ ماجدہ کی زندگی میں ہی ایسا ہوتا رہا۔ کہ مرزا صاحب کی مہر لگتی رہی اور اولاد نکلتی رہی۔ تو پھر وہ خاتم النبیین کا بھی بزم خولیش یہ کر سکتے ہیں۔ گو دوسروں پر وہ حجت نہیں۔ اور اگر وہ خاتم الاولاد کا یہ معنی کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کے بعد ان کی والدہ کے ہاں کوئی اور لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوئی۔ تو اسی طرح یہاں بھی خاتم النبیین کا یہی معنی متعین ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد تاقیامت کوئی تشریف یا غیر تشریفی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

**محمد علی لاہوری کا بیان** | مرزائیوں کی لاہوری پارٹی کا سربراہ محمد علی لاہوری تو مجدد سیح اور مصلح کا نام تجویز کرتا ہے۔ اور یہ بھی نرا زندگی اور الحاد ہے۔ اور وفات عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائل ہونے کی وجہ سے وہ قطعاً کافر ہے۔ اور خاتم النبیین کے معنی میں وہ لکھتا ہے کہ

ختم اور طبع کے لغت میں ایک ہی معنی ہیں۔ یعنی ایک چیز کو ڈھانک دینا یا ایسا مضبوط باندھ دینا کہ دوسری چیز اس میں داخل نہ ہو سکے۔ (تفسیر بیان القرآن ج ۳) الحاصل خاتم کے معنی مہر کے لئے کہ بھی ختم نبوت کا مفہوم واضح ہے اور قادیانیوں کی دونوں کے مسلمات اس پر شاہد ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ ہٹ دھرمی



ثبوت دیں

حذر حذر کہ زمانہ بڑا ہی نازک ہے خدا نہ واسطہ ڈالے کسی کینے سے  
 خاتم ماضی کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے | پہلے یہ عرض کیا گیا ہے کہ لفظ خاتم  
 اسم آلہ کا صیغہ کا ہے۔ جو مہر کے معنی  
 میں ہے۔ اور خود فریق مخالف کے قائم کردہ اصول کے مطابق یہ لفظ ختم نبوت پر  
 ل ہے نہ کہ اجرائے نبوت پر اب یہ گزارش ہے کہ لفظ خاتم باب مفاعلہ کی ماضی  
 بھی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ علامہ سید محمود آلوسی (المتونی ص ۲۸۵) نے صرف و نحو اور لغت  
 کے مشہور امام ابو العباس محمد بن یزید بن عبد الاکبر المعروف بالمبرور (المتونی ص ۲۸۵)  
 کے حوالہ سے نقل کیا ہے (تفسیر روح المعانی ص ۲۳۲) اس لحاظ سے معنی یہ ہو گا۔ کہ  
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ  
 تعالیٰ کے رسول ہیں اور انہوں نے نبیوں کو ختم کر دیا۔ یعنی ان کی آمد سے نبیوں کا خاتمہ  
 ہو گیا ہے۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی دنیا میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ آپ کے بعد  
 کسی کو نبوت مل سکتی ہے۔ غرضیکہ قرآن کریم کی یہ نص قطعی ختم نبوت کی واضح اور روشن  
 دلیل ہے۔ جس کا انکار بغیر کسی مسلوب الایمان والعقل کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ قادیانیوں  
 کی بالکل بے جا تاویل اور تحریف سے نہ تو نص پر کوئی زد پڑتی اور پڑ سکتی ہے۔ اور نہ  
 دیانیوں کی ایسی تادیلوں سے ان کا ایمان ثابت ہو سکتا ہے۔

قادیانیت بھی خالص کفر کا ایک شعبہ ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔  
 مولانا ظفر علی خاں صاحب (المتونی ص ۱۵۶) سے  
 قادیانیت سے پوچھا کفر نے تو کون ہے ہنس کے بولی آپ ہی کی دریا سالی ہوں



کسی لفظ کے معنی کی تعیین کے لئے اصولِ مسئلہ کے  
**اقوالِ مرزا صاحب** علاوہ فریقِ مخالف کے اپنے قول اور اقرار سے

بہتر ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے خود مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اس کا اقرار ہے کہ  
 خاتمِ بمعنی ختم قطع اور خاتمہ کے ہے ملاحظہ ہو۔

① قَدْ انْقَطَعَ الْوَحْيُ بَعْدَ  
 دَفَاتِهِ وَخَتَمَ اللَّهُ بِهِ النَّبِيَّ  
 (حماتہ البشری ص ۳۲)

بے شک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
 وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ  
 تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔

نیز لکھا ہے۔

② وَإِنْ رَسُوْنَا خَاتَمَ النَّبِيِّنَ  
 وَعَلَيْهِ انْقَطَعَ سِلْسِلَةُ الرُّسُلِ  
 (حقیقۃ الوحی ضمیمہ عربی ص ۶۲)

تحقیق سے ہمارے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم) خاتم النبیین ہیں۔ اور ان پر رسولوں کا سلسلہ  
 قطع ہو گیا ہے۔

مزید لکھتا ہے۔

③ ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی و رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔  
 (ازالہ اوہام طبع قدیم، لاہور ص ۱۵۲)

ان واضح اور روشن حوالوں سے بھی ثابت ہو گیا ہے کہ خود مرزا صاحب بھی ختم  
 کے معنی خاتمہ، بند اور انقطاع کے کرتے ہیں۔ اور صاف لفظوں میں لکھتے اور اقرار  
 کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت ختم  
 کر دی ہے۔ اور اب وحی و رسالت قیامت تک بند ختم اور منقطع ہے اور آپ کے  
 بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی ہے

اب تو اس راہ سے وہ شخص گزرتا بھی نہیں اب کس اسید پہ دروازے سے جھانکے کوئی  
 ختم نبوت کا مسئلہ جس طرح قرآن کریم کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے  
**احادیث** جن میں سے ایک آیت کریمہ اور اس کی مختصر ضروری تفسیر و شرح  
 پہلے عرض کر دی گئی ہے۔ اسی طرح یہ مسئلہ احادیث صحیحہ صریحہ اور متواترہ سے بھی  
 ثابت ہے۔ بطور اختصار کے چند احادیث درج ذیل ہیں۔ جن سے بڑی صراحت و  
 وضاحت سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے۔

① حضرت ابوہریرہ (جن کا مشہور قول کے مطابق نام عبدالرحمن بن صخر تھا۔ المتونی  
 ۱/۱۵۷) فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور دیگر حضرات  
 انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال ایک محل کی سی ہے۔ جو بہت ہی عمدہ طریقہ سے بنایا  
 گیا ہو۔ لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو۔ گھومنے والے اس کے ارد گرد  
 گھومتے ہیں۔ اور اس کی بہترین بناوٹ پر تعجب اور حیرت کرتے ہیں۔ مگر اس میں ایک  
 اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نے فرمایا کہ :

فانا للبنۃ وانا خاتم النبیین (بخاری) میں وہ (آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو  
 ختم کرنے والا ہوں۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۴۸ و مشکوٰۃ ص ۵۱۱)

اور حضرت جابر (المتونی ۱/۱۵۷) کی ایک حدیث میں یوں آیا ہے کہ  
 قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا  
 فانا موضع البنۃ جئت فختمت الانبیاء (مسلم ج ۲ ص ۱۴۸)  
 کہ (تصنیف کی) وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں نے (یعنی میری آمد نے) نبیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔

اور ان کی ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ !

فانا موضع اللبنة ختم بي الانبياء (ابوداؤد الطيالسي ص ۲۴)  
اس اینٹ کی جگہ میں فٹ ہو گیا ہوں۔  
انبیاء کی آمد مجھ پر ختم اور منقطع ہو گئی ہے۔

ان صحیح اور صریح احادیث سے صراحت معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
کی آمد سے قصر نبوت مکمل ہو گیا ہے۔ خالی اینٹ کی جگہ پُر گئی ہے۔ اور سلسلہ نبوت  
درسات ہر طرح سے بالکل بند، منقطع اور ختم ہو چکا ہے۔ خود مرزا صاحب کو جب  
مسلمان تھے۔ اقرار تھا۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را برد شد اتمام (سراج منیر)  
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
مجھے تمام حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر چھ چیزوں کی وجہ سے فضیلت  
گئی ہے۔

مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں۔ اور رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے  
اور میرے لئے غنیمتوں کا مال حلال کیا گیا ہے۔ اور میرے لئے زمین کو مسجد اور طہارت  
کا ذریعہ بنایا گیا ہے (کہ اس پر بجز مستثنیٰ مواضع کے نماز پڑھوں اور تیمم کر دوں) اور مجھے  
تمام (مکلف) مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔

وختم بی النبیین (مسلم ص ۱۹۹ و مسند ابوعوانہ ص ۳۹۵ و مشکوٰۃ ص ۵۱۲) اور مجھ پر نبیوں  
کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اور ان کی ایک اور روایت میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کیا کرتے  
تھے۔ جب ایک نبی دنیا سے رخصت ہو جاتا تو اس کے بعد اور آ جاتا۔



وانہ لا نبی بعدی دستکون خلفاء اور میرے بعد نبی نہیں اور خلفاء بکثرت  
فتکثر الحدیث (مسلم ج ۱۲۶) ہوں گے۔

اس صحیح اور صریح حدیث سے بھی بالکل عیاں ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کی آمد سے نبوت و رسالت کا خاتمہ ہو گیا۔

(۳) حضرت ثوبانؓ (التوفی ۵۴ھ) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وانہ سبکون فی امتی کذابون اور بے شک میری امت میں تیس (کے قریب)  
ثلاثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ و بڑے بڑے جھوٹے ہوں گے ان میں سے ہر ایک  
انا خاتم النبیین لا نبی بعدی یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں  
(ابوداؤد ج ۲۲۸ و ترمذی ج ۴۵ و مشکوٰۃ ج ۲۶۵) خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد اور کوئی نبی نہیں

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
لا تقوم الساعة حتی یخرج ثلاثون اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب  
دجالاً کلہم یزعم انہ رسول تک کہ تیس دجال خارج نہ ہوں جو سب کے سب  
اللہ (مسلم ج ۲ ص ۲۹۶ و ابوداؤد ج ۲) یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے  
رسول ہیں۔ (ص ۲۴۰)

(۴) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ!

انا قائد المسلمین ولا فخر وانا خاتم میں رسولوں کا قائد ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں اور  
النبیین ولا فخر وانا اول شافع و میں خاتم النبیین ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں اور

مشفع ولا فخر (مسند دارمی ج ۱ ص ۳) میں پہلا وہ شخص ہوں جو شفاعت کرے گا اور  
 طبع المدینۃ النورہ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۱۴) اس کی شفاعت قبول ہوگی اور اس پر فخر نہیں  
 یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اب اور قیامت کو یہ اعزازات و انعامات مرحمت  
 فرمائے اور وعدہ فرمایا۔ مگر مجھے ان میں سے کسی پر کوئی تکبر اور فخر نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اللہ  
 تعالیٰ کے خالص عطیات ہیں۔

⑤ حضرت عرباض بن ساریہ (المتوفی ۳۷ھ) فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ!

داتی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک (تقدیر میں)  
 وان آدم لمجدل فی طینتہ (مسند احمد خاتم النبیین لکھا گیا۔ جب کہ حضرت آدم علیہ  
 ص ۱۲۶ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۱۴ و مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۲۳) الصلوٰۃ والسلام گوندھی ہوئی مٹی کی صورت میں تھے  
 اور یہ حدیث مستدرک میں بھی دو جگہ مذکور ہے۔ ایک جگہ الفاظ یہ ہیں۔

يقول اتی عند اللہ فی اول الكتاب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں  
 الخاتم النبیین وان آدم لمجدل فی پہلی نوشت (یعنی تقدیر) میں اللہ تعالیٰ کے  
 طینتہ الحدیث (مستدرک ج ۲ ص ۶) ہاں خاتم النبیین ہوں اور بے شک حضرت آدمؑ  
 قال المحاکم والذہبی صحیح) گوندھے ہوئے گارے میں تھے۔

اور دوسرے مقام پر الفاظ یہ ہیں آپؐ نے فرمایا کہ!

اتی عبد اللہ وخاتم النبیین وابی بیشک میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور خاتم النبیین ہوں  
 منجدل فی طینتہ (الحدیث، مستدرک) (اُسی وقت سے) جب کہ میرے باپ حضرت آدم  
 ج ۲ ص ۱۴۱ قال المحاکم والذہبی صحیح) علیہ السلام اپنے گوندھے ہوئے گارے میں تھے۔

ان صحیح احادیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا صراحتاً مذکور ہے  
 ۶) حضرت انسؓ (المتوفی ۳۱ھ) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ

قال قال رسول الله صلى الله تعالى  
 عليه وسلم ان الرسالة والنبوة قد  
 انقطعت فلا رسول بعدى ولا نبى .  
 (ترمذی ۲۹۱۵) وقال حدیث صحیح غریب و مستدرک  
 ان کو میرے بعد رسالت و نبوت ملے

۲۹۱۵ قال الحاكم والذہبی علی شرط مسلم والجامع  
 الصغیر ص ۸۸ وقال صحیح والسراج المنیر ص ۲۲۳ وقال صحیح

یہ صحیح حدیث بھی تشریحی اور غیر تشریحی ہر قسم کی نبوت کے ختم ہونے کی کھلی  
 دلیل ہے۔

۷) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رجب ۱۰ھ میں تقریباً تیس یا چالیس یا  
 ستر ہزار مجاہدین اسلام کو (جن کے پاس دس یا بارہ ہزار گھوڑے تھے۔ اونٹ وغیرہ اس  
 کے علاوہ تھے) لے کر غزوہ تبوک کے سفر پر روانہ ہونے لگے تو حضرت علیؓ کو اہل خانہ کی  
 حفاظت و نگرانی کے لئے (مدینہ منورہ میں آپؐ نے اپنا نائب اس موقع پر حضرت محمد بن  
 مسلمہ انصاریؓ (المتوفی ۴۳ھ کو مقرر کیا تھا) خلیفہ بنایا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 نے طور پر جاتے ہوئے اپنی اس مختصر سی غیر حاضری میں حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کو اپنا نائب بنایا تھا۔ حضرت علیؓ رومیوں کے خلاف لڑنے کے بڑے مشتاق تھے۔ دل  
 میں کچھ غمگین ہوئے اور فرمایا کہ آپؐ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑتے ہیں؟ اس موقع  
 پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (المتوفی



۵۵) فاتح ایران کی روایت میں ہے۔

قال الا ترضى ان تكون منى  
بمنزلة هارون من موسى الا  
انه ليس بعدى بنى (وفى رواية لابى  
بعدى) بخارى ۶۳۳ و مسلم ۲۶۸  
کیا تو اس پر راضی نہیں کہ (اس نیابت میں  
تیری اور میری وہ نسبت ہو جو حضرت موسیٰ  
اور حضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تھی  
مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس روایت میں بھی اس کی تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی اور نہ کوئی نبی آ سکتا ہے۔

۸) حضرت ابوامامہ الباہلیؓ (صدی بن عجلان) (المتوفی ۵۸۶ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے  
حجۃ الوداع کے خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا۔

يا ايها الناس انى لا نبى بعدى ولا  
امة بعدكم فذكر الحديث (رواه الطبراني  
لے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارا  
بعد کوئی امت نہیں ہے۔

ورجال احد الطريقين ثقات وفى بعضهم

ضعف (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۶۳)

ان تمام صحیح و صریح احادیث سے ختم نبوت کا مسئلہ واضح سے واضح تر ہو گیا ہے۔  
جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی قطعاً کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ البتہ "میں نہ مانوں"  
کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔ منکر تو یہی کہے گا کہ

آنے دو اُسے جس کے لئے چاک کیا ہے ناصح سے گریباں کو سلانے کے نہیں ہم  
جس طرح ختم نبوت کا قطعی عقیدہ قرآن کریم، احادیث صحیحہ متواترہ  
اجماع امت سے ثابت ہے۔ اس سلسلہ میں کافی حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں

مگر مقالہ کے اختصار کے پیش نظر ہم صرف ایک ہی حوالہ عرض کرتے ہیں حضرت ملا علی  
القاری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) جو گیارہویں صدی کے مجدد بھی بیان کئے جاتے ہیں (فواتے  
ہیں کہ

ودعوى النبوة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم كفر بالاجماع  
ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد  
نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔  
(شرح فقہ اکبر ص ۲ طبع کانپور)

الحاصل مسئلہ ختم نبوت قرآن و سنت کے قطعی اور واضح دلائل و براہین سے  
ثابت ہے اور اجماع اُمت اس پر مستزاد ہے۔ تو اس کے حق و صحیح ہونے میں کیا شک  
ہو سکتا ہے؟ بہت ممکن بلکہ اغلب ہے کہ مرزائی یہ کہہ دیں گے ۷  
ہم پیر دی احمد مرسل نہیں کرتے ہے نام مسلمان کا مسلمان کہاں ہیں

جن صحیح اور صریح احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
**فائدہ** کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو ان کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد  
کسی کو رسالت و نبوت نہیں مل سکتی۔ کیونکہ لفظ قطعیہ اور احادیث متواترہ صحیحہ اور  
اجماع اُمت سے ثابت ہے کہ آپ خاتم النبیین اور آخری نبی ہیں۔ اگر بالفرض کسی اور  
کو رسالت و نبوت مل جائے تو اس سے ختم نبوت پر زور پڑتی ہے۔ کیونکہ اس سے  
پیغمبروں کی تعداد اور گنتی میں اضافہ ہو جائے گا اور نمبر شماری بڑھ جائے گی۔ اس  
کے برعکس حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے بلکہ تمام حضرات انبیاء کرام علیہم  
الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے بھی گنتی اور عدد و جوں کا توں رہتا ہے۔ اور  
اس سے ختم نبوت پر قطعاً کوئی زور نہیں پڑتی۔ کیونکہ مدد اور گنتی کے لحاظ سے آنحضرت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی قصر نبوت کی آخری اینٹ آخری نبی اور خاتم النبیین ہیں اور اس صفت میں کوئی بھی آپ کا مثیل، نظیر اور ثانی نہیں ہے ۵  
ادھر آؤ آئینہ دیکھو یہ کیا ہے مگر آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام | نزول حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

قیامت سے قبل اُن کا نزول اور چالیس سال تک حکمرانی کرنا طے شدہ بات ہے۔ امام ابو حیان اللاندسی (المتوفی ۴۵۷ھ) حضرت امام ابن علیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ  
”اُمت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے جس کی بنیاد متواتر احادیث پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں اور آخر میں نازل ہوں گے“  
(تفسیر البحر المحیط ج ۲ ص ۲۴۳)

امام جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ

”حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور ان کی نبوت کی نفی کفر ہے“  
(الحادی للفصادی ص ۱۶۶ ج ۲)

حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن کثیر (المتوفی ۷۴۷ھ) فرماتے ہیں کہ  
”آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متواتر احادیث سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ ملک شام کے شہر دمشق میں (جامع اموی) کے سفید مشرقی مینار پر (جس کو دمشق لوگ منارۃ المسیح کہتے ہیں) صبح کی نماز کے وقت نازل ہوں گے۔“

(محصلہ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۸۲)



علامہ محمد طاہر الحنفی (المتوفی ۱۳۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ

”حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے قریب آئیں گے۔

کیونکہ ان کے نزول کی حدیث متواتر ہے“ (مجمع البحار ج ۱ ص ۲۶۷)

علامہ ابو محمد بن حزم الظاہری (المتوفی ۵۴۲ھ) فرماتے ہیں کہ

جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے بغیر کسی اور نبی کے آنے کا قائل ہو۔ تو اس کے کفر میں

دو مسلمانوں نے بھی شک نہیں کیا۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک امر پر تمام

پر حجت قائم ہو چکی ہے۔ (الملل والنحل ج ۲ ص ۱۲۹)

نواب صدیق حسن خاں صاحب (المتوفی ۱۳۱۷ھ) لکھتے ہیں کہ

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری زمانہ میں نازل ہونا متواتر احادیث

سے ثابت ہے۔ (فتح البیان ص ۲۳۷ ج ۲)

غرضیکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور نزول پر متواتر احادیث

موجود ہیں۔ اور امت مسلمہ کا اجماع و اتفاق اس پر مستند ہے۔ جس کا انکار بغیر کسی

ملحد کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

یہ یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ نزول آسمان سے ہوگا۔ جیسا

کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی مرفوع حدیث میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یُنْزَلُ مِنَ السَّمَاءِ آسَمَانٍ سَ نَازِلٍ ہوں گے

کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص ۳ طبع الہ آباد و مجمع الزوائد ص ۲۳۹ و کنز العمال ج ۲۶

و منتخب کنزیر ماشیہ مسند احمد ص ۵۲) اور نزول کے بعد وہ چالیس سال تک زندہ رہیں

گے۔ اور حکومت کریں گے (ابو داؤد ص ۲۳۸ و الطیاسی ص ۲۳۱ و مستدرک ص ۵۹۵ و مجمع الزوائد ص ۲۰۵) یہ حکومت قرآن و حدیث اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق ہوگی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے وفادار خلیفہ کے حکم میں ہوں گے۔

**آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت اور اس کو نبی ماننے والا واجب القتل ہے**

نصوص قطعیہ، احادیث صحیحہ متواترہ اور اجماع امت سے مسئلہ ختم نبوت کا اتنا اور ایسا قطعی ثبوت ہے کہ اس میں تامل کرنے والا بھی کافر ہے۔ بلکہ صحیح اور صریح احادیث کی رو سے مدعی نبوت اور اس کو نبی ماننے والا واجب القتل ہے۔ مگر یہ قتل صرف اسلامی حکومت کا کام ہے نہ کہ رعایا اور افراد کا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود (المتوفی ۳۲ھ) سے روایت ہے۔

قال قد جاء ابن النولحة و  
بن اثال رسولین لمسلمۃ  
لی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
سلم فقال لهما رسول اللہ صلی  
لہ تعالیٰ علیہ وسلم تشهدان  
رسول اللہ؟ فقالا نشهد ان  
سيلمۃ رسول اللہ فقال رسول

وہ فرماتے ہیں کہ سيلمۃ کذاب کے دو سفیر عبداللہ بن  
نواہ اور اسامہ بن اثال آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے  
اُن دونوں سے فرمایا کہ تم اس کی گواہی دیتے ہو  
کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ انہوں نے کہا  
کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ سيلمۃ اللہ تعالیٰ کا رسول  
ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) آپ نے فرمایا کہ میں اللہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 آمنت باللہ ورسولہ لو کنت  
 فاتلاً رسولاً لقتلتکم قال عبد اللہ  
 فمضت السنة بان الرسل لا تقتل  
 فاما ابن اثال فکفاناہ اللہ واما ابن  
 لنواحه فلم یزل فی نفسی حتی امکنی  
 اللہ تعالیٰ منہ (ابوراد و الطیاس ص ۳۲)  
 واللفظ لہ مستدرک ج ۲ ص ۵۳، قال الحاکم  
 والذہبی صحیح ومشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۴ ومسند احمد  
 ج ۱ ص ۲۹ ونحوہ فی الدارمی ص ۲۳ طبع ہند)

تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ اگر میں کسی  
 قاصد کو قتل کرتا تو تمہیں قتل کر دیتا۔ حضرت ابن  
 مسعود فرماتے ہیں کہ (بین الاقوامی دستور اور سنت  
 یوں جاری ہے کہ سفیروں کو قتل نہیں کیا جاتا رہا۔  
 ابن اثال کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس کی  
 کفایت کر دی (اسامہ بن اثال بعد کو مسلمان ہو گئے  
 تھے۔ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۵۳) اور ابن نواہ کا  
 معاملہ میرے دل میں کھٹکتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ  
 تعالیٰ نے مجھے اس کی قدرت دی اور میں نے اُسے  
 قتل کر دیا۔

ابوراد ج ۲ ص ۲۲ اور مستدرک ج ۲ ص ۵۳ میں ایک اور سند سے بھی یہ روایت  
 مروی ہے۔ جو اس حدیث کی صرف متابع اور شاہد ہے۔

اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی  
 تسلیم کرنے والا واجب القتل ہے۔ رکاوٹ صرف یہ پیش آئی۔ کہ اُس وقت اسامہ  
 بن اثال اور عبد اللہ بن نواہ سفیر تھے۔ اور سنت اور اس وقت کے بین الاقوامی دستور  
 کے مطابق سفراء کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ تاکہ پیغام رسانی میں کسی قسم کی کوئی کمی اور کوتاہی  
 باقی نہ رہ جائے۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں جب حضرت عبد اللہ بن مسعود کو ذہ کے  
 گورنر تھے تو عبد اللہ بن نواہ ان کے قابو آ گیا اور وہ اپنے اس باطل عقیدہ سے باز  
 نہ آیا۔ اور توبہ کرنے پر آمادہ نہ ہوا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے حضرت قرظہ بن کعب کو حکم



دیا۔ کہ وہ ابن نواہ کی گردن اڑا دے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (مستدرک ج ۳ ص ۵۲ قال الحاکم والذہبی صحیح)  
 اور حضرت ابن مسعودؓ نے اس موقع پر ابن نواہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ!

فانت اليوم لست برسول فامر  
 قُرْظَةُ بن كعب فضرب عنقه في  
 السوق ثم قال من امراد ان ينظر  
 الى ابن النواحة قتيلًا بالسوق.  
 (ابو داؤد ج ۲ ص ۲۳۷)  
 آج کے دن تو تو قاصد نہیں ہے۔ پھر انہوں نے  
 حضرت قُرْظَةُ بن کعب کو حکم دیا۔ اور انہوں نے  
 کوفہ کے بازار میں ابن نواہ کی گردن اڑا دی  
 پھر فرمایا کہ جو شخص ابن نواہ کو بازار میں مقتول  
 دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھ لے۔

اور سنن الکبریٰ ج ۸ ص ۲۹۷ اور طحاوی ج ۲ ص ۱۲۱ میں روایت ہے کہ عبد اللہ بن نواہ  
 کوفہ کی مسجد بنو حنیفہ میں نماز پڑھتا تھا۔ اور اس کے مؤذن نے اذان میں اَشْهَدُ  
 اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد اَنْ مَّسِيْلَمَةَ (الکذاب) رَسُوْلُ اللّٰہِ کہا (معاذ  
 اللہ تعالیٰ)

زندیق کی تعریف | زندیق شرعاً ہر ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرتا ہو اور شعائر اسلام  
 کا اظہار بھی کرتا ہو۔ مگر کسی کفریہ عقیدہ پر ڈٹا ہوا ہو۔ چنانچہ علامہ سعد الدین تفتازانی  
 المتوفی ۷۹۲ھ لکھتے ہیں کہ!

وان كان مع اعترافه بنبوة النبي صلى  
 الله تعالى عليه وسلم واطهار شعائر الاسلام  
 اگر وہ شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کی نبوت کا اقرار کرتا ہے اور شعائر اسلام کا

بیطن عقائد ہی کفر بالاتفاق خُص  
باسم الزندلیق (شرح مقاصد ج ۲ ص ۲۶۸)  
ومثلہ فی کلیات ابی البقاء (۵۵۳)

اور حضرت ملا علی القاریؒ زندلیق کا یہ معنی بیان کرتے ہیں۔  
ادمن بیطن الکفر ویظہر الایمان الخ یا وہ کفر کو چھپاتا اور ایمان کو ظاہر کرتا ہو۔  
(مرقات ج ۱ ص ۱۷۸)

علامہ ابن عابدین الشامیؒ المتوفی ۱۲۵۲ھ فرماتے ہیں کہ !  
فان الزندلیق یسموہ بکفر و  
ویروج عقیدتہ الفاسدۃ ویحرجہا  
فی الصورۃ الصحیحہ وھذا معنی البطان  
الکفریہ (شامی ج ۳ ص ۳۲۲)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ احمد بن عبد الرحیمؒ محدث دہلوی (المتوفی ۱۱۸۱ھ) فرماتے ہیں۔

وان اعترف بہ ظاہراً لکنہ  
یفسر بعض ما ثبت من الدین  
بخلاف ما فسره الصحابۃ والتابعون  
واجمعت علیہ الامۃ فھو الزندلیق  
مستوی ج ۲ ص ۱۹

اور اگر وہ ملحد ظاہری طور پر دین کو مانتا ہے  
مگر ضروریات دین میں سے کسی چیز کی ایسی  
تفسیر کرتا ہے جو حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ  
اور اُمت کے اجماع کے خلاف ہو۔ جیسے  
قادیانی خاتم البین کا معنی کرتے ہیں۔ تو وہ زندلیق  
سے (مسند)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (المتوفی ۱۳۹۶ھ) مفتی اعظم پاکستان فرماتے ہیں کہ :

زندقی کی تعریف میں جو عقائد کفریہ کا دل میں رکھنا ذکر کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مثل منافق کے اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ اپنے عقائد کفریہ کو طمع کر کے اسلامی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔  
(کنزانی الشانی) (جواہر الفقہ ج ۱ ص ۲۹)

**نرا دہم** | خود قادیانیوں کو اور ان کے کفر میں تردید کرنے والے بعض نوخیز انگریزی خوانوں کو یہ دہم ہے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت نے پاک و ہند اور بعض دیگر ممالک میں اسلام پھیلایا۔ اور دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ لہذا ان کی تکفیر مناسب نہیں۔ لیکن یہ ان کا برا دجل اور مکر ہے۔ اولاً اس لئے کہ ختم نبوت صیے قطعی عقیدہ کا انکار کرنا اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ کی حیات و نزول کا انکار کرنا۔ اور ظالم انگریز کی تائید میں تعریف کے پُل باندھ دینا اور چٹپائش الماریاں اس کی تائید میں کچھ مارنا دین اسلام کی کون سی خدمت ہے؟ اور یہ خرافات دین اسلام کے کن عقائد کا نام ہے؟ اگر معاذ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو مٹانا اور اس کے بنیادی عقائد کو بدل ڈالنا اور پیغمبروں کی قابل احترام ہستیوں کی کھلے طور پر توہین کرنا اسلام کی خدمت ہے؟ تو قادیانیوں کی اپنی خانہ ساز اصطلاح اور اختراع ہے۔ وثانیاً اگر بالفرض کسی کافر و فاجر سے دین کی کوئی تائید ہو بھی جائے۔ تو اس سے اس کا مسلمان اور متقی ہونا کیونکر اور کیسے ثابت ہو جائے گا۔؟ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ کہ غزوہ خیبر میں قرمان نامی منافق نے میدان



یاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور وہ زخمی ہوا اور خودکشی کر لی۔  
حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
س کے بارے میں فرمایا کہ !

بے شک اللہ تعالیٰ فاجر کے ذریعہ بھی اس  
دین کو تقویت پہنچا دیتا ہے۔  
ن اللہ لیؤید هذا الدین  
لرجل الفاجر (بخاری ج ۲ ص ۴۲ و  
سنن الکبریٰ ج ۸ ص ۱۹۷)

اور ایک دوسری حدیث میں جو حضرت انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے یوں آتا ہے  
بیشدہ هذا الذین یروجال لیس  
مہم عند اللہ خلاق (الجامع الصغیر  
۲۶ ص ۲۷ و قال صحیح والسراج المنیر ج ۲ ص ۲۵۳)  
عنقریب اس دین کو ایسے مردوں کے ساتھ  
مضبوط کیا جائے گا جن کے لئے اللہ تعالیٰ  
کے نزدیک (ایمان و خیر کا) کوئی حصہ نہ  
ہوگا۔  
قال حدیث صحیح۔

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ باطل فرقوں میں سے کسی شخص کے قول و فعل سے دین  
اسلام کی تقویت تو ہو سکتی ہے مگر اسلام کے کسی مسئلہ اور پہلو کی تائید و تقویت سے  
اجرو ملحد و زندیق کا ایمان و اسلام اور تقویٰ ثابت نہیں ہو سکتا اور اس کے مومن و مسلم کہلانے  
سے وہ مومن و مسلم نہیں ہو سکتا کیونکہ اسلام کے قطعی عقائد سے اس کا انکار ہوتا ہے  
اور دل ایمان و یقان سے خالی ہوتا ہے۔

مسفر کی سمت کا کوئی تعین ہو تو کیسے ہو غبار کارواں کچھ راستہ کچھ اور کہتا ہے

محض نبوت کے زبانی اقرار سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا | حضرات فقہاء کرام  
محدثین عظام اور

متکلمین ذوی الاحترام کے نزدیک ایمان کی شرعی تعریف یہ ہے۔

واما فی الشریع فهو التصدیق  
بما علم مجیی النبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم بہ ضرورۃ  
تفصیلاً فیما علم تفصیلاً واجمالاً  
فیما علم اجمالاً وهذا مذهب جمہور  
المحققین (فتح الملہم ج ۱ ص ۱۵۲)

شریعت میں ایمان کا مطلب یہ ہے کہ  
اُس ضروری چیز کی تصدیق کی جائے جس  
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ  
طرف سے لے کر آئے ہیں۔ جو چیزیں تفصیلاً  
معلوم ہوں۔ ان کی تفصیلاً تصدیق ہو اور جو  
چیزیں اجمالاً معلوم ہوں ان کی اجمالاً تصدیق  
ہو۔ یہی جمہور محققین کا مذہب ہے۔

اس سے ایمان کا شرعی معنی واضح ہو گیا۔ نہ یہ کہ محض آنحضرت صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار سے کوئی مسلمان ہو سکتا ہے۔ امام ابو محمد عبد اللہ  
بن ہشام (التوفی ۲۱۳ یا ۲۱۸ھ) مسیلمہ (بن حبیب و قیل ابن ثمامہ ابو ثمامہ  
الکذب) کے بارے لکھتے ہیں کہ !

واحل لہم الخمر والزنا ووضع  
عنہم الصلوۃ وهو مع ذلک  
یشہد لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم بانہ نبی (سیر ابن ہشام ج ۲ ص ۲۵۵)

مسیلمہ نے ان کے لئے شراب و زنا کو حلال  
کیا۔ اور نمازوں کی چٹھی دے دی مگر بائیں  
ہمہ وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
میں یہ شہادت دیتا تھا کہ آپ نبی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت میں شراب و زنا کی حرمت قطعاً  
ہے۔ ان کو حلال کرنا اور نمازوں کو معاف کرنا۔ جن کا پڑھنا اور ادا کرنا آپ کی شریعت  
میں دین کی بنیاد ہے۔ قطعاً کفر ہے۔ پھر محض زبانی طور پر آپ کی نبوت کے

کرنے سے سیدہ کذاب کو کیا فائدہ ہوا؟

اور وہ کفر سے کیونکر بچ سکا۔ اور پھر خود نبوت کا دعویٰ کرنے سے وہ غضبِ علیؑ اور کفر فوق کفر کا مرتکب ہوا۔ (عیاذ باللہ تعالیٰ)

شیخ الاسلام حافظ احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ (المتوفی ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ۔

اجمع المسلمون ان من سب  
نعمتہ تعالیٰ اوسب رسولہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم اور رفع شیئاً من  
ذل اللہ او قتل نبیاً من انبیاء  
اللہ اذہ کافران کان مقراً بما انزل  
لہ تعالیٰ ام

تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع و اتفاق ہے  
کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ یا جناب رسول  
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہا۔ یا اللہ تعالیٰ  
کے نازل کردہ احکام میں سے کسی کو رد کر دیا۔  
یا اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے کسی نبی کو شہید  
کر دیا۔ تو وہ شخص کافر ہے اگر یہ زبانی طور پر وہ  
ما انزل اللہ تعالیٰ کا مقرب ہو۔

(اصول المسلول ص ۵۱۲)

یہ تمام صریح حوالے اس پر ڈال ہیں کہ صرف زبانی طور پر اسلام کا دعویٰ کرنا یا  
حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا اقرار کر لینا ہی مسلمان کہلانے  
کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ تمام ضروریاتِ دین کا یقین و اذعان کرنا ضروری  
ہے۔ لاریب فیہ۔

آج سے تقریباً ۲۰

سال پہلے انگریز قوم

سزا صاحب کے دعوائے نبوت کی حقیقت اور ضرورت

نے کئی سمند پار سے تاجرانہ صورت میں آکر سونے کی چڑیا (ہندوستان) پر مکارانہ اور غاصبانہ  
توجہ کر لیا۔ اور مجاہدین اسلام اور حریت پسندوں سے متعدد معرکوں میں مقابلہ بھی



کیا۔ جن میں سرکہ شامل وغیرہ بھی شامل ہے۔ مگر اپنے تدبیر اور عیاری سے اپنا اقتدار اور تسلط پورے ہندوستان پر جمایا اور اُس کی گرت مضبوط سے مضبوط تر ہو گئی۔ اس دور میں ہندوستان میں علمی عملی اور سیاسی طور پر مسلم شخصیت حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث، دہلوی (المتوفی ۱۲۳۹ھ) کا فتویٰ پورے ہندوستان میں گون رہا تھا۔ کہ انگریز کے تسلط جمالینے کے بعد ہندوستان دارالحرب ہے (ملاحظہ ہوتا ہے) جہاں صلا و جہاد (۱) علماء کرام اور عابثۃ المسلمین اس فتویٰ سے بڑے متاثر اور مطمئن تھے۔ برعکس اس کے انگریز اس سے بہت ہی خائف اور پریشان تھا۔ وہ چاہتا تھا اس کا اثر بالکل زائل یا کم ہو۔

اس وقت ایک طرف تو بریلوی حضرات کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب نے رسالہ اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام لکھ کر انگریز کا کچھ غم ہلکا کر دیا اور پھر ان کے فرزند فاضل ابن الفاضل ابوالبرکات آل الرحمن محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب اور ان کے تقریباً تیرہ ہمنوا جید علماء اور مصدقین نے اختراعی مقدمات جوڑ جوڑ کر ان کے خلاف جہاد کو حرام حرام قرار دیا۔ (دیکھئے طرق الہدیٰ والارشاد ص ۳ طبع بریلی) اور دوسری طرف بعض غیر مقلدین حضرات نے اپنے جاہ و جلال اور ریاستوں کی حفاظت اور انگریز کی کاسہ لیس کی خاطر انگریز قوم کے خلاف جہاد حرام قرار دیا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں کہ۔ کہ کسی نے نہ سنا ہوگا۔ کہ آج تک کوئی مؤرخ متبع سنت حدیث و قرآن پر چلنے والا بے دوائی اور اقرار توڑنے کا مرتکب ہوا ہو یا فتنہ انگیزی اور بغاوت پر آمادہ ہوا ہو۔ جتنے لوگوں نے قدریں شرد نسا دکیا۔ اور حکام انگلستان سے برہمناد ہوئے۔ سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے۔ (الحمد للہ تعالیٰ کہ جہاد

کا یہ شرف احناف کو حاصل ہے۔ (صفدر) نہ متبعان حدیث نبوی بلفظہ (ترجمان دہلیہ  
 ص ۲۵) اسی اثناء میں انگریزی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے انگریز کی طرف سے مرزا  
 غلام احمد قادیانی کو جعلی نبوت عطا ہوئی۔ تاکہ وہ جہاد کو منسوخ کر کے انگریز کے قدم  
 مضبوط کرے۔ اور دینی طور پر لوگوں کی ذہن سازی کرے اور یہ خالص حقیقت ہے  
 کہ انگریز کے اس خود کاشتہ پودانے انگریز کے لئے بہت کچھ کیا۔ اور اس کے  
 حق میں بہت کچھ کہا ہے اور اس خانہ ساز طریقہ سے اس نے اسلام کی مضبوط  
 ادریسہ پلائی ہوئی دیواروں میں دراڑیں ڈالنے کی بے حد کادش اور سعی کی اور انگریز  
 نے اس سے کرائی ہے۔ حضرت مولانا ظفر علی خان صاحب نے بر محل یہ ارشاد  
 فرمایا ہے کہ

کاٹنا مقصود ہے جس سے شجر اسلام کا قادیاں کے زندگی ہاتھوں میں واری بھی دیکھ  
 مولانا موصوف نے جو فرمایا ہے وہ سراسر حقیقت ہے۔ مرزا صاحب نے براہین  
 (نامی کتاب) کی پچاس جلدیں لکھنے کا اعلان کیا اور اس کے لئے خوب چندہ فراہم کیا۔  
 جب پانچ جلدیں لکھ چکے تو چپ سادھ گئے۔ لوگوں نے وعدہ پورا کرنے کا تقاضا کیا۔  
 تو یوں گویا ہوئے۔ پہلے پچاس لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا۔  
 اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطے اور (سفر) کا فرق ہے۔ اس  
 لئے پانچ حصوں سے وعدہ پورا ہو گیا۔ (بلفظہ براہین حصہ پنجم ص ۷)

سبحان اللہ تعالیٰ اربعین (نامی کتاب) کے چالیس نمبر لکھنے کا اعلان کیا۔ جب  
 بارہتے لکھ کر ترکی ختم ہو گئی اور چندہ ہضم ہو گیا۔ تو یہ کہا کہ چار کو بجائے چالیس  
 کے خیال کرو (اربعین ص ۴) یعنی ایک سفر اور زبرد اپنی طرف سے ڈال کر پانچ

کو پچاس اور چار کو چالیس بنا ڈالو کیا خوب؟ یہ فریب کاری اور جعل سازی جعل  
نبی ہی کا شیوہ ہے۔

مرزا صاحب نے صداقت اسلام پر تین سو دلائل پیش کرنے کا دعویٰ اور اعلان  
کیا۔ جب چندہ اکٹھا اور عیش کوئی کا سامان مہیا ہو گیا تو صرف دو دلیلیں نکھڑ  
خاموش ہو گئے (دیکھئے براہین سہ حصہ پنجم) اب یہ بات تو مرزا غلام احمد صاحب  
کی خانہ ساز نبوت ہی جانے کہ دو کو تین سو پر کیسے نٹ کیا جاسکتا ہے! اور اس  
صریح مکر و فریب کا ان پاس کیا جواز ہے؟ مگر یہ نہ پوچھئے آخر انگریزی نبی جو ہوئے  
۷۰ دل فریبوں نے کہی جس سے نئی بات کہی ایک سے دن کہا دوسرے رات کہی

بجائے اس کے کہ ہم دیگر مؤرخین کے حوالے  
**مرزا صاحب کا اپنا اقرار** | سے یہ ثابت کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے

جہاد کو حرام قرار دیا۔ اور انگریز کی بڑھ چڑھ کر اور اڑی چوٹی کا زور صرف کر کے ہائے  
دعا کی خود ان کے اپنے حوالے ہی کفایت کریں گے۔ چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں

① میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا  
ہے۔ اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس  
قدر کتابیں لکھی ہیں۔ اور اشتہارات شائع کئے ہیں۔ کہ اگر وہ رسائل اور  
کتابیں اکٹھی کی جائیں۔ تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔

(تزیان القلوب طبع اول ص ۱۵۰ طبع دوم ص ۲۰۰)

جس شخص کی زندگی کا بیشتر حصہ انگریزی حکومت کی تائید و اطاعت اور جہاد  
کی ممانعت و مخالفت میں گزرا۔ اور اس قدر اس نے کتابیں اور رسالے لکھے ہوں



کہ ان سے چپاس الماریاں بھر جاتی ہوں۔ تو ایسے شخص کے انگریزی سُننت کے  
دُعا دار اور خود کا شتہ پودا ہونے کے بارے میں کیا شک و تردید ہو سکتا ہے؟

(۲) ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے۔ اور مجھ کو مسیح موعود  
جانتا ہے۔ اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے۔ کہ اس  
زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ (ضمیمہ رسالہ جہاد ص ۱)

(۳) میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے۔  
ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے متفقہ کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح  
اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱)

(۴) میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین  
اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں۔ کیونکہ اس کتاب کے ساتھ  
میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے۔ اور میں نے  
بائیس برس سے اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے۔ کہ ایسی کتابیں جن میں  
جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔

(تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۲)

(۵) مرزا صاحب نے جہاد کی مخالفت اور ممانعت پر جہاں نثر  
کے ذریعہ زور لگایا ہے وہاں نظم و شعر میں بھی جہاد کی حرمت کو خوب  
خوب اُجاگر کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

پھوڑو جہاد کا اے دوستو خیال دیں کے لئے حرام ہے اب جنگِ قتال

دشمن ہے وہ خدا کا بوکرتا ہے اب جہاں منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے افتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۹)

⑥ بلکہ جہاد اب قطعاً حرام ہے (تحفہ گولڑویہ ص ۲۸ و پنج الصلی ص ۱۹)

⑦ سواج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ (تبلیغ رسالت ص ۲۵ و ص ۳۲)

ان تمام صریح اور روشن حوالوں سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ غلام احمد قادیانی کی بعثت از طرف برطانیہ محض اپنی تائید و اطاعت کو نمایاں کرنے اور جہاد کو حرام قرار دینے کے لئے ہوئی تھی۔ اور مرزا صاحب کے چیلوں نے دین کے لئے لڑنے کو حرام سمجھ کر انگریز کے ہاتھ خوب مضبوط کئے۔ اور آج بھی انہی ممالک میں ان کے اڈے ہیں۔ جہاں انگریز کا ذہن اور تہذیب و تمدن موجود ہے۔ کیونکہ غلط امر ہے کہ ہر درخت اپنے مناسب ماحول ہی میں برگ و ثمر لاتا ہے۔ تو قادیانیت کا خود کاشتہ پورا بھلا اس فطری معاملہ سے کیسے الگ رہ سکتا ہے۔

قادیانی عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے یہ کہا کرتے ہیں کہ **صریح دھوکہ** | آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب کتاب اور صاحب نبوت

نبی ہیں آپ پر جو نبوت ختم ہوئی ہے وہ تشریعی ہے۔ اور مرزا صاحب تو آپ کے امتی اور غیر تشریعی نبی ہیں لہذا مرزا صاحب کو امتی اور غیر تشریعی نبی تسلیم کرنے سے ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑتی اور لفظ خاتم النبیین اپنے مقام پر فٹ رہتا ہے مگر یہ سراسر دھوکہ ہے۔ اولاً۔ اس لئے کہ ہم نے قرآن کریم اور صریح و صحیح احادیث کے حوالے سے یہ بات عرض کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم نبوت رسالت ختم ہو چکی ہے۔ نہ تو آپ کے بعد کوئی شریعت والا نبی ہے

ہو سکتا ہے۔ اور نہ غیر شریعت والا (ثانیاً) اس لئے کہ مرزا صاحب نے تشریحی نبوت کا دعویٰ کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

اگر کہو کہ صاحب الشریعۃ افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے، نہ ہر ایک منفردی تو اذل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی دجی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے۔ اور اپنی اُمت کے لئے ایک قانون مقرر کیا ہے۔ وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری دجی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ (رسالہ اربعین ص ۷۷)

اس حوالہ سے بالکل واضح ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب کا صاحب الشریعۃ نبی ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور ان کی دجی میں بقول اُن کے ادا امر بھی ہیں اور نواہی بھی! ایک امر تو ہے کہ جہاد حرام ہے۔ اب جو شخص دین کے لئے جہاد کرتا ہے۔ تو بقول مرزا صاحب وہ خدا کا دشمن اور نبی کا منکر ہے۔ اور یہ حرمت جہاد بھی قطعی ہے۔ بھلا عین ضرورت کے وقت اس دجی سے جو ٹپچی (مرزا صاحب کے پاس آنے والے فرشتے کا نام ٹپچی تھا۔ حقیقۃ الوحی ص ۲۲) کی طرف سے آئی سفید نام آقا کیوں خوش نہ ہوتا۔

خود مرزا صاحب اور ان کی روحانی مطیع ہونے کا دعویٰ باطل ہے |

ذرت مسلمانوں کو یہ بھی باور کراتے ہیں کہ مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تابع مطیع اور فرمانبردار ہیں اور



ان کی (جلی اور اختراعی) نبوت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا  
ظل، سایہ اور بروز ہے۔ مگر مرزا صاحب کے اپنے بیانات اس کے خلاف ہیں  
وہ معاذ اللہ تعالیٰ اپنے کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عین بلکہ آپؐ سے برا  
ہو تصور کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

① منم مسیح زماں منم کلیم خدا منم محمد احمد کہ مجتبیٰ باشد  
(تزیان القلوب ص ۳)

۵ آدم نیز احمد مختار در برم جامہٴ جمہ ابرار  
آخہ دادہ است ہر نبی ربام داداں جام را مرا تمام  
(نزول المسیح ص ۹۹)

② جو شخص مجھ میں اور نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق کرتا ہے اُس  
نے مجھے نہیں جانا اور نہیں پہچانا (خطبہ الہامیہ ص ۱) (معاذ اللہ تعالیٰ) ان عبارات  
میں مرزا صاحب نے اپنے آپ کو معاذ اللہ تعالیٰ عین محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم) ثابت کیا ہے۔

③ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت دین کی حالت پہلی نسب کے چاند  
کی طرح تھی مگر مرزا صاحب کے وقت چودہویں رات کے چاند اور بدر جیسی ہے  
(محملہ خطبہ الہامیہ ص ۱۸) نیز لکھتا ہے۔ پہلے اسلام ہلال تھا اب بدر ہو گیا،  
(ایضاً محملہ ص ۱۸۴، ۱۹۸)

④ غلبہ کاملہ (دین اسلام) کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں  
ظہور میں نہیں آیا۔ یہ غلبہ مسیح موعود (مرزا) کے وقت ظہور میں آئے گا۔ (چشمہ معرفت ص ۳۷)

⑤ — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار معجزات ہیں (تحفہ گوٹودیہ ص ۳۳) مگر مرزا صاحب کے دس لاکھ نشان ہیں (تذکرۃ الشہادتین ص ۴) معجزہ اور نشان ایک ہوتا، (نصرۃ الحق ص ۴ مؤلف مرزا غلام احمد)

⑥ — مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا (حقیقۃ الوحی ص ۸۹) مرزا صاحب عجیب ظلی، بروزی مطیع اور غیر تشریحی نبی ہیں۔ کہ ان کا تخت تو سب نبیوں سے اوپر اور اونچا بچھایا گیا۔ مگر ذرا غلط نیچے رہے۔

⑦ — نیز لکھا ہے کہ اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں۔ (ملفوظات احمدیہ جلد ۱ ص ۳۲۶)

ان عبارات میں مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی فوقیت اور برتری کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ)  
قارئین کرام! کہاں تک مرزا قادیانی کی خرافات نقل کی جائیں۔ ان کی مجسّد کتابیں ایسی خرافات سے پُر ہیں۔ ان حوالوں میں مرزا صاحب نے پہلے تو معاذ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مدغم ہونے اور آپ میں حلول اور اتحاد کا باطل دعویٰ کیا ہے۔ پھر اگلی عبارات میں آپ سے معاذ اللہ تعالیٰ فوقیت اور برتری کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ سب کچھ کر چکنے کے بعد بھی اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی تابع اور مطیع کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ اور ظلی بروزی کے چکر میں الجھا کر اپنا اُتو سیدھا کیا ہے۔ یہ عجیب ظن اور سایہ ہے۔ کہ اصل اور ذی نل تو تین ہزار بار حرکت کرتا ہے (کہ آپ سے تین ہزار معجزے صادر ہوئے) مگر سایہ دس لاکھ مرتبہ اٹھتا، اُچھلتا، ناچتا اور کودتا ہے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ ہے وہ

پھر بھی اصل کا سایہ اور ظل ہی مرزا صاحب کی یہ زالی منطق ہے۔

⑧— خدانے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸ منقول از ریویو جلد اول ص ۱۵۴)

⑨— نیز لکھا ہے کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے (تمتہ حقیقۃ الوحی ص ۴۹ و دافع البلاء ص ۲)

بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس سے بڑھ کر توہین کی ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ !

⑩— عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۶)

⑪— آپ کا خاندان بھی نہایت ہی پاک و مطہر ہے۔ تین دایاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)

⑫— یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سر اسر یسوع کی روح تھی آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ آپ کو گالیاں دینی اور بدزبانی اکثر عادت تھی۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۵)

⑬— یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی و حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف (نجار) اور مریم کی اولاد تھی۔ (حاشیہ کشتی نوح ص ۱۶)

⑭— چونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت (نہاری) (برصیوں اور ترکھانوں) کا کام بھی کرتے تھے۔ (ازالۃ الاوہام ص ۱۲۵)



۱۵۔ ہائے کس کے سامنے یہ ماتم لے جائیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔ اور آج کون زمین پر ہے۔ جو اس عقد کو حل کرے۔ (اعجاز احمدی ص ۱۲)

۱۶۔ اور مریم کی وہ شان ہے۔ جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کی ہدایت و اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توراۃ عین حمل میں نکاح کیا گیا۔ اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا۔ اور تعداد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف بنجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی۔ کہ یوسف بنجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں۔ کہ سب مجبوریاں تھیں۔ جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابلِ رحم تھے نہ قابلِ اعتراض۔ (کشتی نوح ص ۱۶) معاذ اللہ تعالیٰ

ضروریاتِ دین میں تاویل بھی کفر ہے | جس طرح ضروریاتِ دین میں سے کسی عقیدہ کا انکار کفر ہے

اسی طرح اس کی تاویل بھی کفر ہے۔ اور ایسے مقام پر عمدہ سے عمدہ اور خوبصورت سے خوبصورت تاویل بھی کفر سے نہیں بچا سکتی۔ حقیقت کو واضح کرنے کے لئے چند حوالے عرض کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں

۱۔ علامہ محقق الحافظ محمد بن ابراہیم الوزیری الیمانی (المتوفی ۸۷۷ھ) لکھتے ہیں۔

لان الکفر هو جحد الضروریات ضروریاتِ دین کا انکار اور ان کی تاویل کفر من الدین او تاویلھا۔ ہے۔

(ایثار الحق علی الخلق ص ۲۴)

اور نیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

مذهب الاکثرین من الائمة  
وجماہیر علماء الامة وهو  
التفصیل والقول بان التادیل  
فی القطعیات لا یمنع الکفر

(اتحاف ج ۲ ص ۱۱)

اکثر آئمہ اور جمہور علماء امت کے مذہب  
میں قول مفصل یہ ہے کہ قطعیات (اور  
ضروریات دین) میں تادیل کفر سے نہیں  
بچاتی۔

② — مشہور متکلم علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ الخیالیؒ (المتوفی ۸۷۰ھ) اور  
عبدالحکیم سیاکوٹیؒ (المتوفی ۸۷۰ھ) لکھتے والی عبارت

التادیل فی ضروریات الدین لا یدفع  
الکفر (الخیالی ص ۱۱ مع حاشیہ فاضل سیاکوٹیؒ) نہیں بچاتی۔

③ — حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ!

ثم التادیل تادیلان تادیل لا یخاف  
قاطعاً من الكتاب والسنة و  
اتفاق الامة وتاویل یصادم  
ما ثبت بالقاطع فذلك النہدقہ  
(مسوی ج ۱ ص ۱۱)

تادیل کی دو قسمیں ہیں ایک تادیل وہ  
جو کتاب و سنت اور اتفاق امت کے  
قطعی دلائل کے مخالف نہ ہو اور دوسری  
تادیل وہ ہے جو اس چیز سے متصادم ہو جو  
قطعی طور پر ثابت ہے۔ ایسی تادیل زندہ

حافظ ابن الہمام محمد بن عبد الواحد (المتوفی ۵۸۱ھ) لکھتے ہیں کہ!

اس پر اتفاق ہے کہ اصول دین اور ضروریات  
دین کی جو شخص مخالفت کرتا ہے تو اس کا

الاتفاق علی ان ما کان من  
اصول الدین و ضروریاتہ

نہ انخالف فیہ (سائرہ ص ۲۱۲ طبع مصر) تکفیر کی جائے گی۔

اور علامہ ابن عابدین الشامی (المتوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ !

ملا فی کفر المخالف فی ضروریات  
حضرات فقہاء کرامؒ کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف  
نہیں ہے کہ جو شخص ضروریات اسلام کا منکر  
ہو وہ کافر ہے۔ اگرچہ وہ اہل قبلہ میں سے ہو  
اور اپنی ساری زندگی اس نے طاعات و عبادات  
شرح التقریر

(رد المختار ج ۴ ص ۳۷۷)

علامہ ابو البقاء (المتوفی ۸۵۴ھ) فرماتے ہیں کہ !

لا نزاع فی الکفار منکر شئی من  
جس شخص نے ضروریات دین میں سے  
کسی ایک چیز کا انکار کیا تو اس کی تکفیر میں  
مردوریات الدین -

(کلیات ابی البقاء ص ۵۵۴)

اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (المتوفی ۱۰۴۲ھ) فرماتے ہیں

تکفیر آئنا جرات نباید نمودند تا  
اہل قبلہ کی تکفیر کے بارے میں فرماتے ہیں  
کہ ان کی تکفیر میں جرأت نہیں کرنی چاہیے  
تا وقتیکہ وہ ضروریات دینیہ اور حکام شرعیہ کے  
متواترات کا انکار نہ کریں۔

(مکتوبات امام ربانی ج ۲ ص ۳۸ و ح ۹ ص ۹)

اور حضرت شاہ عبدالغفر محمدی دہلویؒ فرماتے ہیں

اگر مخالف اولہ قطعیہ است یعنی لصوص  
اگر اولہ قطعیہ یعنی لصوص متواترہ و اجماع قطعی است اور اگر باید  
اگر اولہ قطعیہ یعنی لصوص متواترہ و اجماع قطعی است اور اگر باید  
قطعی کا مخالف ہو تو اُسے کافر ہی



شہزادہ (فتاویٰ عزیزی جلد ۱ ص ۱۵۶) سمجھنا چاہیے۔

ان تمام صاف اور صریح حوالوں سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی۔ کہ جس طرح ضروریات دین میں سے کسی قطعی اور ثابت شدہ امر کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح اس کی تاویل بھی کفر ہے۔ اور تاویل ایسے موذوں کو کفر سے نہیں بچاتی۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ وغیرہ بزرگوں کے حوالوں سے یہ بات بھی بالکل عیاں ہو گئی۔ کہ کتاب دسنت متواترہ اور اجماع امت سے جو چیز ثابت ہو۔ وہ قطعی اور ضروریات دین میں سے ہوتی ہے۔

اور بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ ختم نبوت کتاب دسنت کے روشن دلائل اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ بقدر ضرورت اسی پیش نظر مقالہ میں حوالے مذکور ہیں۔

## نعمت اللہ قادیانی کی افغانستان میں سنگساری | مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک

چیلہ نعمت اللہ قادیانی، غازی امان اللہ خان مرحوم شاہ افغانستان کے دور میں افغانستان میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے گیا۔ وہاں کے جید علماء کرام اور غیور مسلمانوں نے اُسے گرفتار کر دیا اور اسلامی عدالت کی طرف سے اس کے سنگسار کرنے کا فیصلہ صادر ہوا۔ چنانچہ اس کو برسرِ عام سنگسار کیا گیا۔ اور قادیانیت کے فتنہ بازوں کو پھر وہاں جانے کی جرأت ہی نہ ہوئی۔ اور وہ علامہ اس طرح قادیانیت کی نحوست سے محفوظ رہا۔ اس نعمت اللہ کے سنگسار کئے جانے پر مرزا غلام احمد قادیانی اور لاہوری پارٹی کے سربراہ مسٹر محمد علی لاہوری اور ان کے پیلوں نے ہندوستان میں خوب دادیلا چایا اور اخبارات و رسائل میں اس پر بڑی بے دے کی۔ اس دور میں حضرت مولانا شبیر احمد

حب عثمانی (المتوفی ۱۳۶۹ھ بمصر ۶۴ سال ایک ماہ بارہ دن) نے علماء افغانستان  
 کے فتویٰ کے درست ہونے اور نعمت اللہ کے ارتداد کی وجہ سے قتل کئے جانے کو  
 ان کریم صحیح احادیث اور فقہ ملت کے صریح فتوؤں سے جائز ثابت کیا۔ اور  
 ان پر انہوں نے علمی رسالہ تصنیف فرمایا۔ جس کا نام الشہاب الرحم الخاطف المراتب  
 وزیر فرمایا۔

یہ رسالہ ۱۸ ربيع الاول ۱۳۶۳ھ میں تحریر کیا گیا۔ اس رسالہ کو سر فخر اللہ خاں  
 زند کی کوشش سے (جو بدقسمتی سے اس دلت پاکستان کا وزیر خارجہ تھا۔ اور اسی  
 کی وجہ سے ابتدا میں پاکستان کے تعلقات حکومت افغانستان سے خاصے کشیدہ  
 تھے۔ بلکہ خراب کئے گئے) پاکستان میں خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔ حالانکہ حضرت  
 مولانا عثمانیؒ پاکستان کے شیخ الاسلام تھے۔ مگر کچھ نہ کیا جاسکا۔ اور یہ رسالہ ضبط کر  
 لیا گیا۔ اس رسالہ میں حضرت مولانا عثمانیؒ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے صریح توہمات  
 سے اس کے ادعائے نبوت کا اور تمام اہل اسلام کے ہاں ختم نبوت کے قطعی عقیدہ  
 کی مرزا قادیانی کی طرف سے بے جا اور باطل تاویلات اور تحریفات کا ذکر کر کے اس  
 کا لحد و زندیق ہونا اور قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی سے مرتد کا واجب القتل ہونا  
 ثابت کیا ہے۔

چنانچہ مولانا عثمانیؒ فرماتے ہیں۔

اس تمام تقریر سے یہ نتیجہ نکلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جس کی ختم نبوت کو رد کرنے  
 والی تصریحات ہم نقل کر چکے ہیں۔ اسلام کے قطعی عقیدہ کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ  
 سے مرتد اور زندیق ہے اور جو جماعت ان تصریحات پر مطلع ہو کر ان کو صادق سمجھتی

رہے۔ اور ان کی حمایت میں لڑتی رہے۔ وہ بھی یقیناً مرتد اور زندیق ہے۔ خواہ وہ  
قادیان میں سکونت رکھتی ہو یا لاہور میں۔ جب تک وہ ان تصریحات کے غلط  
باطل ہونے کا اعلان کرے گی۔ خدا کے عذاب سے خلاص پانے کی اس کے لئے  
کوئی سبیل نہیں بلطفم (الشہاب ضابطہ دیوبند)

اس سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ پاکستان کے شیخ الاسلام کے نزدیک  
مرزائیوں کی دونوں پارٹیاں قادیانی اور لاہوری مرتد اور زندیق ہیں اور قتل کے بارے  
وہ یہ حوالہ نقل کرتے ہیں کہ

وقد اتفق الائمة على ان من ارتد عن الاسلام وجب قتله  
وعلى ان قتل الزنديق واجب وهو الذي يسر الكفر ويتظاهر  
بالاسلام۔

بلاشبہ تمام حضرات ائمہ کرامؒ کا اس پر اتفاق  
ہے کہ جو شخص اسلام سے پھر جائے اس کا  
قتل کرنا واجب ہے۔ اور اس پر بھی ان کا  
اجماع ہے کہ زندیق کا قتل کرنا بھی واجب  
ہے اور وہ ایسا شخص ہے جو کفر کو چھپاتا اور

المیزان الکبریٰ ج ۲ ص ۱۶۵ عبد الوہاب شرانیؒ اسلام کا اظہار کرتا ہے۔

اسلام میں غیر مسلموں کے لئے تبلیغ و ترغیب تو ہے۔ لیکن لا  
مرتد کی سزا | احرارہ فی الدین کے قاعدہ کے مطابق جبراً کسی کو مسلمان

نہیں بنایا جاسکتا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان ہے۔ اور وہ بد بخت اسلام سے پھر کر مرتد

ہو جائے (العیاذ باللہ تعالیٰ) تو وہ خدا تعالیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کا باغی ہے۔ جب دنیا کی کسی حکومت میں باغی کسی رعایت کا مستحق نہیں بلکہ

تختہ دار پر لٹکائے جانے کے قابل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے باغی کے لئے رعایت





کہ اولاً تو ہمارا استدلال صرف نَاقُضُوا اَنْفُسَكُمْ کے جملہ سے ہی نہیں ہے تاکہ یہ سمجھا جائے کہ یہ حکم بنی اسرائیل کے ساتھ مختص تھا۔ جو اس کے مخاطب تھے بلکہ ذَكَآ اِلَيْكَ تَجْزِي الْمُفْتَرِينَ کے جملہ سے بھی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے مرتدین کے بارے اپنی عادت جاری بیان فرمائی ہے۔ کہ مرتدوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں یا دیں گے۔ کیونکہ تجزئی مضارع کا صیغہ ہے۔ جس میں حال اور استقبال کا معنی پایا جاتا ہے۔ تو اس میں اللہ تعالیٰ نے مرتدوں کی سزا کے بارے میں اپنی عادت جاریہ کا ذکر فرمایا ہے جو واضح ہے۔ (ثانیاً) اصول فقہ کی کتابوں میں تصریح موجود ہے کہ !

وشرائع من قبلنا قلنا اذا ہم سے پہلے کی شریعتوں کے احکام جب اللہ تعالیٰ  
 قضی اللہ در سولہ من غیر نکیوۃ اور اس کے رسول نے بیان کئے ہوں اور  
 (لورالانوار ص ۲۱۶)

اور قتل مرتد کی اللہ تعالیٰ نے ذَكَآ اِلَيْكَ تَجْزِي الْمُفْتَرِينَ میں تائید کی ہے نہ کہ تردید اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح احادیث قتل مرتد کی تائید کرتی ہیں۔ نہ کہ نیکر و تردید تو قرآن کریم کی نص قطعی سے مرتد کی سزا قتل ثابت ہوئی۔ جس میں کسی قسم کا کوئی شبہ تردد نہیں ہے۔ البتہ لَا تُسَلِّمُ کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

مسلمانوں کو منکروں کے انکار کو خاطر میں نہیں لانا چاہیے۔ اور حق کے میدان میں بلا خطر چلنا چاہیے۔ ۵

میدان میں گرجتا ہوا شیردہ کی طرح چل تو شیر ہے دشمن کے کلچے کو ہلا دے

**احادیث | ۱ | حضرت عمرؓ (المتوفی ۳۵ھ) سے روایت ہے کہ :**

ان علیاً حرق قوماً ببلغ ابن عباسؓ فقال لو كنت انا لم احرقهم لان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا تعذبوا بعذاب اللہ ولقتلتمہم کما قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من یدل دینہ فاقتلوه۔

حضرت علیؓ نے کچھ لوگوں کو آگ میں جلا دیا۔ یہ خبر جب حضرت ابن عباسؓ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو ان کو آگ میں نہ جلاتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب (آگ) سے کسی کو سزا نہ دو بلکہ میں ان کو قتل کر دیتا جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنا دین (اسلام) بدل دیا تو اس کو قتل کر دو، ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کی یہ بات حضرت علیؓ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ نے سچ کہا ہے۔

(بخاری ج ۲ ص ۲۲۳ و ترمذی ص ۱۵۱) و فیہ فبلغ ذالک علیاً فقال صدق ابن عباسؓ وقال هذا حدیث حسن صحیح والبوداؤد ص ۱۲۲ و نسائی ص ۱۵۱ مشکوٰۃ ص ۱۲۲ و سنن الکبریٰ ص ۱۹۵)

**اور حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت یوں ہے۔**

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوه (ابن ماجہ ص ۱۸۵ والمفظ لہ وسند

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنا دین (اسلام) بدل دیا تو اُسے قتل کر دو۔

احمد ص ۲۱۷ و مسند حمیدی ص ۱۲۲ و سنن الکبریٰ ص ۱۹۵ و مشکوٰۃ ص ۱۲۲ و الجامع الصغیر ص ۱۲۲ و قال صحیح و مراح اللیر ص ۲۴۱



اس صحیح حدیث سے مرتد کا قتل بالکل آشکار ہے۔ جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آنجنابانی مسٹر غلام احمد پر دین کی طرح کسی کج فہم کو یہ شبہ ہو کہ اس حدیث میں من بدل دینہ، فالتوہ کے عمومی الفاظ سے اسلام سے پھر جانے والے مرتد کا قتل ثابت اور متعین نہیں ہوتا۔ کیونکہ من بدل دینہ میں الفاظ عام ہیں۔ مثلاً یہودی کا عیسائی ہو جانا یا عیسائی کا ہندو یا سکھ ہو جانا یا ہندو کا میل اور یہودی وغیرہ ہو جانا وغیرہ ذالک۔ تو اس سے اسلام سے پھر کر مرتد ہونے والے کا قتل کیسے متعین ہوا؟

یہ شبہ نہایت ہی سطحی ذہن کی پیداوار ہے۔ جس کی کوئی قدر و منزلت **الجواب** ہی نہیں ہے (ادلاً) تو اس لئے کہ اسی حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں ان علیاً احرق ناساً ارتدوا عن الاسلام حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو آگ میں جلا دیا تھا۔

المحدث (البوہارۃ ص ۲۳۲) ترمذی ص ۱۵۱ نسائی ص ۱۵۱ جو اسلام سے پھر گئے تھے۔ اس سے بالکل واضح ہو گیا۔ کہ یہ کاروائی ان لوگوں کے بارے میں ہوئی۔ جو اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گئے تھے۔ وہ لوگ اسلام سے بائیں طور پھرے کہ پہلے مسلمان تھے، پھر مرتد ہو گئے۔ یا پہلے منافقانہ طور پر انہوں نے اسلام کا اظہار کیا۔ پھر کھلے طور پر کفر کی طرف پھر گئے۔ کوئی بھی معنی لیا جائے۔ یہ صحیح روایت اسلام سے پھر کر مرتد ہونے والوں کے قتل کئے جانے پر نص ہے۔ اور حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد من بدل دینہ، فالتوہ سے یہی سمجھے ہیں۔ کہ دین اسلام سے پھر جانے والے کا یہ حکم ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ یہ حدیث مرتد عن اسلام کے قتل کے متعلق ہے کہ ہندو سے عیسائی اور عیسائی سے یہودی وغیرہ ہو جانے

کے بارے میں۔ دُعاً ثانیاً۔ اس لئے کہ حضرت ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے  
 قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جحد آية  
 من القرآن فقد حل ضوب عنقه  
 (ابن ماجہ ص ۸۵)  
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
 جس شخص نے قرآن کریم کی کسی آیت (یا اس  
 سے مطلوب معنی کا، صَفر) انکار کیا تو بلا شک  
 اس کی گردن اڑا دینا حلال اور جائز ہے۔

① اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص پورے قرآن کریم کو مانتا ہے مگر  
 اس کی کسی ایک آیت (یا اس کے مقصود معنی) کا انکار کرتا ہے تو وہ مرتد اور قابل  
 قتل ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ حدیث من بدل دینہ فانتلوه۔ اسلام سے پھر جانے  
 والے کے بارے میں ہے نہ کہ کسی کافر کے اپنا دین چھوڑ کر کفر کے کسی اور دین کو  
 اختیار کر لینے والے کے بارے میں!

② حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ (عبداللہ بن قیس المتوفی ۳۴ھ) کو آنحضرت صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن کے ایک صوبے کا گورنر بنا کر بھیجا۔ جب کہ حضرت معاذ بن  
 جبل کو اُن کے بعد دوسرے صوبے کا گورنر بنا کر بھیجا۔ حضرت معاذؓ حضرت ابو موسیٰؓ  
 کی ملاقات کے لئے گئے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے اکرام ضیف کی مد میں حضرت  
 معاذؓ کے لئے تیکہ ڈالا۔ اور حضرت معاذؓ ابھی تک سوار تھے۔

واذا رجل عنده مؤثق قال ما  
 هذا قال كان يهوديا فاسلم  
 ثم تهود قال اجلس قال لا اجلس  
 حتى يقتل فغضب الله ورسوله  
 تو انہوں نے حضرت ابو موسیٰؓ کے پاس  
 ایک شخص باندھا ہوا دیکھا، پوچھا کہ یہ کون  
 ہے؟ حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا کہ یہ پہلے  
 یہودی تھا۔ پھر مسلمان ہوا۔ اس کے بعد پھر

ثلاث مراث فامربه فقتل  
 (بخاری ج ۲ ص ۲۲۲ و مختصر ج ۱ ص ۱۰۵۹)  
 مسلم ج ۲ ص ۱۲۱ و سنن ابی بکر ج ۲ ص ۲۵

یہودی ہو گیا۔ فرمایا اے معاذ بیٹھ جاؤ۔ حضرت  
 معاذؓ نے فرمایا۔ کہ جب تک اس کو قتل نہیں  
 کیا جائے گا۔ میں نہیں بیٹھوں گا۔ اللہ تعالیٰ  
 اور اس کے رسول کا یہی فیصلہ ہے۔ تین دن  
 انہوں نے یہ فرمایا۔ پھر اس مرتد کے بارے  
 میں قتل کا حکم دیا گیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔

اور بخاری شریف میں دوسرے مقام پر روایت یوں ہے کہ

فسار معاذ فی ارضہ قریباً من  
 صاحبہ ابی موسیٰ فجاہ لیسیر علی  
 بغلتہ حتی انتہی الیہ واذھو  
 جالس وقد اجتمع الیہ الناس  
 واذ ارجل عندہ لاقدمت یدہ  
 الی عنقہ فقال لہ معاذ یا عبد اللہ  
 بن قیس ایتھذا قال ہذا  
 : راہل کفر بعد اسلامہ قال  
 لا انزل حتی یقتل قال انما  
 حبی بہ لئلاک فانزل قال ما  
 انزل حتی یقتل فامربه  
 فقتل ثم نزل (بخاری ج ۲ ص ۲۲۲)

حضرت معاذؓ اپنے علاقہ کی زمین میں اپنے ساتھی  
 حضرت ابو موسیٰؓ کے قریب پہنچے۔ تو وہ خمر پر  
 سوار تھے اور حضرت ابو موسیٰؓ بیٹھے ہوئے تھے  
 اور ان کے پاس لوگ جمع تھے۔ اور ان کے  
 پاس ایک شخص کی مشکیں کسی ہوئی تھیں حضرت  
 معاذؓ نے فرمایا اے عبد اللہ بن قیس یہ کون سا  
 فرمایا کہ یہ شخص اسلام لانے کے بعد کافر ہو  
 گیا ہے۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ میں اس  
 وقت تک نہیں اتروں گا۔ جب تک کہ اس  
 کو قتل نہ کیا جائے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا  
 اس کو اسی لئے تو لایا گیا ہے۔ آپ اتریں فرمایا  
 جب تک اس کو قتل نہ کیا جائے گا میں نہیں



اتر دے گا۔ اس کو قتل کیا گیا تو وہ اترے۔

(۲) حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے۔  
 قال سمعت رسول الله صلى الله  
 تعالى عليه وسلم يقول لا يحل  
 دم امرأتي مسلمة الا بثلاث ان  
 يزني بعد ما احصن او يقتل النائم  
 او يغرب بعد اسلامه فيقتل -  
 انساني ص ۱۲۱ والوداؤد الطيالي ص ۱۲۱  
 ومنذ احمد ص ۱۲۱ وشن الكبري ص ۱۹۴

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے  
 فرمایا کہ کسی مسلمان آدمی کا خون حلال نہیں  
 ہے۔ مگر تین چیزوں سے یہ کہ شادی کے  
 بعد کوئی زنا کر کسی انسان کو قتل کر دے  
 یا اسلام کے بعد کفر اختیار کرے۔ تو اس  
 کو قتل کیا جائے گا۔

اور یہ روایت ابن ماجہ میں بھی ہے۔ اور اس میں الفاظ یہ ہیں۔

اور رجل ارتد بعد اسلامه  
 (ابن ماجہ ص ۱۸۵)  
 یا وہ شخص جو اسلام کے بعد مرتد ہو جائے۔

(۳) حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ!

قال قال رسول الله صلى الله تعالى  
 عليه وسلم لا يحل دم رجل مسلم  
 يشهد ان لا اله الا الله واني رسول  
 الله الا باحدى ثلاث الثيب الزاني  
 والنفس بالنفس والتارك لدينه  
 المقاتل للجامة (بخاری ج ۲ ص ۱۱۱)

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا جو اس بات کی گواہی  
 دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں  
 اور اس کی کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ نون  
 پہانا جائز نہیں۔ مگر تین چیزوں میں سے کسی  
 ایک کے ارتکاب سے نہ شادی شدہ ہونے

ج ۲ ص ۵۹ و ابوداؤد ج ۲ ص ۲۴۲  
 وابن ماجہ ص ۱۸۵ و مسند احمد ج ۱ ص ۲۸۲  
 و سنن الکبریٰ ج ۸ ص ۱۹۴ و جلد ۸ ص ۲۰۲  
 کے بعد زنا کرے یا کسی کو قتل کر دے تو اس  
 کو قصاص میں قتل کیا جائے گا یا اپنے  
 دین (اسلام) کو چھوڑ کر ملت سے جدا ہو  
 جائے تو قتل کیا جائے گا۔

اس صحیح اور صریح حدیث میں اس کی وضاحت ہے کہ دین سے دین اسلام  
 مراد ہے۔ کہ جو مسلمان اپنے دین اسلام سے پھر کر مرتد ہو جائے۔ تو وہ قابل گردن زلف  
 ہے۔ اور اس جرم کی وجہ سے اُسے قتل کیا جائے گا۔

⑤ حضرت عائشہؓ (التوفاة ۵۸ھ) سے روایت ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 قال من ارتد عن دینہ فانتلوه  
 (مصنف عبد الرزاق ج ۱ ص ۱۱۴)  
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
 جو شخص اپنے دین (اسلام) سے پھر گیا  
 تو اُسے قتل کر دو۔

⑥ مشہور تابعی حضرت ابوقلابہ (عبداللہ بن زید الجرمی المتوفی ۱۰۴ھ) نے خلیفہ  
 راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ (المتوفی ۱۹۸ھ) کی بھری ہوئی عدالتی اور علمی مجلس میں  
 یہ حدیث بیان فرمائی۔

لما قتلت رسول اللہ صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احداً قط  
 الا فی ثلاث رجل قتل بحبیرة  
 نفسه فقتل اور رجل ثانی بعد  
 احسان اور رجل ثالث اللہ و  
 بخدا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
 کبھی بھی کسی کو قتل نہیں کیا۔ مگر تین حرائم میں  
 وہ شخص جو ناحق کسی کو قتل کرتا۔ تو اُسے قصاص  
 میں قتل کرتے یا شادی کے بعد زنا کر تلے  
 تو اُسے قتل کرتے یا اسلام سے پھر کر مرتد ہو جائے

رسولہ وارتد عن الاسلام الحديث تو اُسے قتل کرتے۔

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۹)

ایسی صحیح اور صریح احادیث کی موجودگی میں یہ موشگافیاں کہ یہ احادیث اسلام سے پھر کر مرتد ہو جانے والے کے بارے میں نہیں یا یہ احادیث ضعیف ہیں یا یہ احادیث کلمہ گو کے قتل سے خاموش ہیں۔ یا یہ صرف ان لوگوں کے بارے میں ہیں۔ جو اسلام سے خارج ہو کر کھلے طور پر علانیہ کافر ہو جائیں وغیرہ! وغیرہ! کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ یہ کاررائی صرف وہی کر سکتا ہے جو محد و زندیق ہو۔

**حضرات آئمہ دین** جس طرح قرآن و حدیث اور دین اسلام کی باریکیوں کو حضرات آئمہ دین سمجھتے ہیں۔ ایسا کوئی اور نہیں سمجھ

سکتا۔ اور ان میں سے بھی علی الخصوص حضرات آئمہ اربعہ جن کے مذاہب مشہور اور متداول اور امت مسلمہ میں قابل اعتماد ہیں۔ اور آج کل کے مادر پدر آزاد و در میں ملاحظہ اور زنادقہ کو جو اسلام کے مدعی تو ہیں۔ مگر اسلام کی سمجھ ہی ان کو نہیں۔ اور نہ وہ اس کی ررح سے واقف ہیں۔ وہ صرف اپنی نار ساعقل و خرد پر نازاں و فرحال ہیں۔ اور اسی کو وہ حرف آخر سمجھتے ہیں۔ اور حضرات سلف پر طعن کرتے ہیں۔ حضرت امام مالکؒ (المتوفی ۱۷۹ھ) اس حدیث پر یہ باب قائم کرتے ہیں۔

القضاء فيمن ارتد عن الاسلام مالک اس شخص کے بارے فیصلہ جو اسلام سے

عن زید بن اسلم ان رسول الله صلی پھر جائے۔ امام مالکؒ حضرت زید بن اسلمؒ

تعالیٰ علیہ وسلم قال من غیر دینہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ

ففر بوا عنقه قال مالک و معنی تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے اپنا



قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نیما نری واللہ تعالیٰ اعلم من غیر  
 دینہ فاضوبوا عنقہ انہ من خوج  
 من الاسلام الی غیرہ مثل الزنادقۃ  
 واشباعہم فان اؤلئک اذا ظہر علیہم  
 قتلوا ولہم یستتابوا لانہ لا یعرف  
 تو بہتہم وانہم یسرون الکفر  
 ویعلنون الاسلام فلا اثم علی ان  
 یستتاب ہوا ولا یرد لا یقبل منہم  
 قولہم واما من خوج من  
 الاسلام الی غیرہ واظہر ذالک  
 فانہ یستتاب فان تاب والا قتل  
 ذلک لو ان قوما کانوا علی ذلک  
 رایت ان یدعوا الی الاسلام  
 ویستتابوا فان تابوا قبل ذلک  
 منہم وان لم یتوبوا قتلوا  
 ولہم یعن بذلک نیما نری واللہ  
 اعلم من خرج من الیہودیۃ الی  
 النصرانیۃ ولا من الفوانیۃ الی

دین بدل دیا۔ تو تم اس کی گروں ارادو جو حق  
 امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم کے اس ارشاد کا ہماری دانست میں  
 معنی یہ ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔  
 کہ جو شخص اسلام سے نکل کر زنادقہ وغیرہم میں  
 جاوا۔ ایسے زنادقہ پر جب مسلمانوں کا غلبہ ہو  
 جائے۔ تو ان سے توبہ طلب کئے بغیر ان کو قتل  
 کیا جائے۔ کیونکہ زنادقہ کی توبہ معلوم نہیں ہو سکتی  
 کیونکہ وہ کفر کو چھپاتے اور اسلام کو ظاہر کرتے  
 ہیں۔ اور ہماری دانست کے مطابق نہ تو ان سے  
 توبہ طلب کی جائے اور نہ توبہ قبول کی جائے۔  
 باقی رہے وہ لوگ جو اسلام سے کفر کی طرف نکلا  
 اور کفر کو ظاہر کیا۔ تو ان پر توبہ پیش کی جائے گی  
 اور اگر وہ توبہ کر لیں۔ تو نبہا در نہ ان کو قتل کیا  
 جائے گا۔ یعنی اگر کوئی قوم اسلام سے برگشتہ  
 ہو کر کفر کا اظہار کرتی ہے۔ تو اس سے توبہ کر  
 کا کہا جائے گا۔ اگر توبہ کی تو قبول کر لی جائے  
 گی ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ اور اس  
 حدیث کا مطلب ہماری دانست میں یہ نہیں

اليهودية ولا من بغير دينه من  
اهل الاديان كلها الا الاسلام  
من خرج من الاسلام الى غير  
واظهر ذلك فذلك الذي  
عنى به والله اعلم

(مؤطا امام مالكؒ ثنا طبع مجتباي پلي)

اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کوئی شخص یہودیت  
سے نصرانیت کی طرف یا نصرانیت سے یہودیت  
یا اسلام کے بغیر کسی اور دین کی طرف پھر جائے  
تو اس کے متعلق یہ حدیث ہے بلکہ یہ حدیث  
صرف اس کے بارے میں ہے۔ جو اسلام کو  
ترک کر کے کفر کو اختیار کرے اور اُسے ظاہر کرے

حضرت امام مالکؒ من بدل دینہ اور من غیر دینہ کا یہی مطلب لیتے  
ہیں۔ کہ جو کوئی شخص دین اسلام سے پھر کر کفر کی طرف چلا جائے اور زندیق تو ایسا  
واجب القتل ہے۔ کہ نہ تو اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کی توبہ  
کا کوئی اعتبار ہے۔ وہ بہر حال اور بہر کیف واجب القتل ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابتؒ (المتوفی ۱۵۰ھ) امام ابو جعفر احمد بن محمد  
بن سلامہ الطحاوی الحنفیؒ (المتوفی ۲۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

وقد تكلم الناس في المرتد عن  
الاسلام أليستاب امر لا فقال قوم  
ان استتاب الامام المرتد فهو احسن  
فان تاب ولا قتل دمن قال  
ذلك ابو حنيفة واليوسف ومحمد  
رحمة الله عليهم قال آخرون لا  
يستتاب وجعلوا حكمة لحكم العربيين

لوگوں نے اسلام سے نکل کر مرتد ہو جانے والے  
کے بارے میں بحث کی ہے۔ کہ کیا اس سے توبہ  
کا مطالبہ کیا جائے گا؟ یا نہیں؟ علماء کی ایک قوم  
کہتی ہے۔ کہ اگر حاکم مرتد سے توبہ کرنے کا مطالبہ  
کرے تو اچھا ہے۔ توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے  
حضرت امام ابو حنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ  
رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے اور دوسرے

على ما ذكرنا من بلوغ الدعوة اياهم  
ومن تقديرها عنهم وقالوا انما يجب  
الاستجابة لمن خرج الاسلام لا  
عن بصيرة منه به فاما من خرج  
منه الى غيره على بصيرة فانه يقتل  
ولا يستتاب وهذا قول قال به  
ابو يوسف في كتاب الاملاء قال  
اقتله ولا استتبه الا انه ان  
بدل سرني بالتوبة خليت سبيله و  
وكلت امره الى الله تعالى.

(طحاوی ج ۲ ص ۱۷۱ کتاب السیر)

حضرات فرماتے ہیں۔ کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ نہ  
کیا جائے جیسا کہ دار الحرب کے کفار کو جب دعوت  
اسلام پہنچ جائے۔ تو پھر ان کو اسلام کی

ضرورت نہیں نہ پہنچی ہو تو دعوت دی جائے۔ اور  
فرماتے ہیں کہ توبہ کا مطالبہ اس وقت واجب ہے  
جب کہ کوئی شخص اسلام سے بے سمجھی کی وجہ سے  
کفر کی طرف چلا جائے۔ زیادہ شخص جو سوچے سمجھے  
طریقہ پر اسلام سے کفر کی طرف چلا جائے۔ تو اسے  
قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے  
امام ابو یوسف نے کتاب الاملاء میں ایسا ہی فرمایا  
ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ اور اس سے توبہ  
کا مطالبہ نہیں کر دوں گا۔ ہاں اگر وہ میرے اقدام  
سے پہلے ہی توبہ کر لے تو میں اسے چھوڑ دوں گا  
اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دوں گا۔

حضرت امام شافعیؒ (محمد بن ادیس المتوفی ۲۰۴ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ

مسلمانوں میں کسی کا اس بارے کبھی اختلاف  
نہیں ہوا بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ مرتد کا فائدہ  
میں دینا جائز نہیں اور نہ اس پر احسان کیا جائے  
اور اس سے فدیہ لیا جائے اور اس کو ارتداد پر

دلم یختلف المسلمون انہ  
لا یحل ان یفادی بمرتد ولا  
یسمن علیہ ولا توخذ منه فدیة  
ولا یلزمک بحال حتی یسلم او



یقتل والله اعلم  
 (کتاب الام ج ۶ ص ۱۵۲)  
 نہیں چھوڑا جا سکتا۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان  
 ہو جائے یا قتل کیا جائے۔

حضرت امام شافعیؒ کا یہ حوالہ قتل مرتد کے بارے بالکل واضح ہے۔

حضرت امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن نوری الشافعیؒ (المتوفی ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ  
 وقد اجتمعوا علی قتله لکن اختلفوا تمام اہل اسلام کا قتل مرتد پر اجماع ہے ہاں اس  
 فی استتابہ ہل ہی واجبۃ ام مستحبۃ میں اختلاف ہے کہ مرتد پر توبہ پیش کرنا واجب  
 ام (نوری شرح مسلم ج ۲ ص ۲۲۱) ہے یا مستحب؟

بعض آئمہ کرامؒ مرتد پر توبہ پیش کرنا واجب کہتے ہیں اور بعض مستحب کہتے ہیں۔

چنانچہ علامہ علاؤ الدین بن علی بن عثمان المارونیؒ (المتوفی ۷۴۵ھ) فرماتے  
 ہیں کہ

وقال صاحب الاستذکار لا اعلم مصنف استذکار (شرح مؤطا امام مالک امام  
 بین الصحابة خلافاً فی استتابة ابو عمر بن عبد البر المتوفی ۳۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ  
 المرتد فکانہم فہم! من قولہ مرتد پر توبہ پیش کرنے کے بارے میں مجھے حضرات  
 علیہ السلام من بدل دینہ صحابہ کرامؓ میں کوئی اختلاف معلوم نہیں ہے پس  
 فاقبلوہ اسی بعد ان یستتاب۔ گویا کہ حضرات صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ  
 (المجوہر التقی ج ۸ ص ۲۰۵) علیہ وسلم کے ارشاد من بدل دینہ فاقبلوہ سے

یہی سمجھے ہیں کہ توبہ پیش کرنے کے بعد مرتد کو قتل کرنا جائز ہے۔

علامہ ابو عمر یوسف بن عبد البر المالکیؒ (المتوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ

قال یمالک واصحابہ یقتل الزنادقة امام مالکؒ اور ان کے مقلدین فرماتے ہیں کہ

زندلیقوں کو بلا ان سے توبہ طلب کئے قتل  
کیا جائے۔

ولا يُستتابون الخ

(التمہید ج ۱۰ ص ۱۲۵)

نیز فرماتے ہیں کہ

واختلف قول ابی حنیفۃ والی  
یوسف فی الزندق فقال امرة  
یستتاب ومرة فلا یستتاب  
ویقتل دون استتابة الی قوله  
وقال الشافعی یستتاب الزندق  
كما یستتاب الموقد ظاهراً  
فان لم یقتل قتل اه

(۱۰ ج ۱ ص ۱۶۶)

علامہ عزیزی فرماتے ہیں۔

فاقتلوه بعد استتابة وجوباً  
قال المنادی وعمومه يشمل الرجل  
وهو اجماع السمرات وعليه الائمة  
ثلاثة خلافاً للخفية اه  
(الراج النیر ج ۳ ص ۲۴۴)

امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے اقوال  
مختلف ہیں ایک قول ان کا یہ ہے کہ زندیق  
سے توبہ طلب کی جائے اور دوسرا قول ان  
کا یہ ہے کہ زندیق سے توبہ طلب کئے بغیر اسے  
قتل کیا جائے (پھر آگے فرمایا) اور امام شافعی  
نے فرمایا کہ زندیق سے توبہ طلب کی جائے  
جیسا کہ کھلے مرتد سے توبہ طلب کی جاتی ہے  
توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔

فاقتلوه کا مطلب یہ ہے کہ مرتد سے توبہ  
کا مطالبہ کیا جائے اس کے بعد اس کا قتل  
کرنا واجب ہے۔ امام عبد الرؤف منادی فرماتے  
ہیں کہ الفاظ کا عموم مرد اور عورت دونوں کو  
شامل ہے مرتد مرد کے قتل کر لے پر تواجاع ہے  
اور مرتد عورت کے قتل کرنے پر تین اماموں کا اتفاق  
ہے۔ احناف احنان کرتے ہیں۔

اس سے بھی واضح ہو گیا کہ توبہ پیش کرنے کے بعد مرتد کے اسلام سے انکار کرنے پر اس کا قتل واجب ہے مرد مرتد کے قتل پر تمام حضرات ائمہ کرام کا اجماع ہے عورت کے مرتدہ کے بارے حضرات ائمہ ثلاثہ کا یہی مسلک ہے البتہ احناف یہ کہتے ہیں کہ اس کو قتل نہ کیا جائے۔ کیونکہ صنفِ نازک ہونے کی وجہ سے عموماً وہ لڑائی اور جھگڑا نہیں کرتی۔

قاضی محمد بن علی الشوکانی (المتوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ

وخصه الحنفیۃ بالذکر تمسکوا بحديث النهی عن قتل النساء  
 احناف نے اس حدیث کو (ضمیر مذکر کے پیش نظر)  
 مرد کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور اس حدیث سے استدلال  
 کیا ہے جس میں عورتوں کے قتل کرنے کی نہیں وارد ہوئی ہے  
 (نیل الاوطار ج ۱، ص ۲۰۳)  
 ہاں اگر کوئی عورت لڑائی پر اتر آئے اور ارتداد کو پھیلانے کی سعی کرے تو اس کا معاملہ  
 الگ اور جدا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل (المتوفی ۲۴۱ھ) کا مسلک امام موفق الدین ابن قدامہ  
 الحنبلی (المتوفی ۵۴۲ھ) یہ نقل کرتے ہیں۔

الفضل الثالث انه لا يقتل حتى  
 يستتاب عند اكثر اهل العلم منهم  
 عمرو بن وهب وعطاء بن رباح و  
 الشوری والادنی واعمی واسحاق و  
 اصحاب الهاتے وهو احد قولي  
 الشافعی وسدی عن احمد رواية  
 تیسری فصل اکثر اہل علم یہ کہتے ہیں کہ مرتد کو اس  
 پر توبہ پیش کئے بغیر نہ قتل کیا جائے جن میں حضرت  
 عمرؓ حضرت علیؓ حضرت عطاءؓ امام نخعیؒ امام مالکؒ امام  
 ثوریؒ امام اوزاعیؒ امام اسحاقؒ اور فقہار احناف شامل  
 ہیں اور حضرت امام شافعیؒ کا بھی ایک قول یہی  
 ہے اور حضرت امام احمدؒ سے ایک دوسری روایت



اُخروی انه لا تجب استتابۃ  
 لکن تستجب وهذا القول الثانی  
 للشانعی وهو قول عبید بن  
 عمیر وطائوس ویروی ذالک  
 عن الحسن لقول النبی صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم من بدل  
 دینہ فاقتلوه ولم یذکر  
 استتابۃ اھ (مغنی ج ۸ ص ۱۲۴)  
 میں ہے کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ واجب نہیں  
 ہے لیکن مستحب ہے اور امام شافعیؒ کا بھی ایک  
 درسر قول ہے اور امام عبید بن عمیرؒ اور امام  
 طاؤسؒ کا بھی یہی قول ہے۔ اور حضرت حسن بصریؒ  
 سے بھی یہ مروری ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اپنا دین (اسلام)  
 بدل دے تو اسے قتل کر دو اور توبہ کا مطالبہ  
 اس میں مذکور نہیں ہے۔

ان تمام صریح حوالوں سے مرتد کا قتل کرنا آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت  
 ہے۔ علامہ ابو محمد بن حزمؒ لکھتے ہیں کہ قتل مرتد کا معاملہ امت میں ایسا معروف و مشہور  
 ہے کہ کوئی مسلمان شخص اس کے انکار پر قادر نہیں (المحلی ج ۸ ص ۲۲۲) ان کے  
 علاوہ بھی کتب فقہ و فتاویٰ میں قتل مرتد کی تصریح موجود ہے۔ مثلاً ہدایہ ج ۲ ص ۲  
 فتح القدیر ج ۲ ص ۳۸۶، شامی ج ۲ ص ۳۹۴ اور بحر الرائق جلد ۵ ص ۱۲۵ وغیرہ۔  
 علامہ علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود کاسانیؒ (المتوفی ۷۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ!  
 مرتد کے قتل کرنے پر حضرات صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے۔ البتہ مستحب  
 یہ ہے کہ مرتد کو تین دن تک بند رکھا جائے۔ اگر وہ اسلام قبول کرے  
 تو اچھا ہے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے (بدائع الصنائع ص ۱۳۴)

امام موفق الدین ابن تدامہؒ تحریر فرماتے ہیں کہ!  
 و اجماع اهل العلم علی وجوب قتل المرتد  
 اہل علم کا قتل مرتد پر اجماع ہے حضرت ابوبکرؓ

ردی ذلک عن ابی بکر و عمر و  
 عثمان و علی و معاذ و ابی موسیٰ  
 عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت معاذ، حضرت  
 ابو موسیٰ الاشعریٰ حضرت ابن عباس اور حضرت  
 و ابن عباس و خالد و غیرہ و لم  
 ینکر ذلک فکان اجماعاً۔  
 (معنی ابن قدامہ ج ۸ ص ۱۲۳)

تاریخ کرام! غور فرمائیں کہ جس مسئلہ پر قرآن کریم اور صحیح احادیث سے واضح  
 دلائل موجود ہوں اور جس مسئلہ پر حضرات خلفاء راشدین متفق ہوں اور جس مسئلہ  
 پر حضرت معاذ اور حضرت ابو موسیٰ الاشعریٰ جیسی شخصیتیں متفق ہوں۔ جو اپنے دور میں  
 گورنری کے عہدہ پر فائز تھیں اور جس مسئلہ پر حضرت ابن عباس جیسے ترجمان القرآن  
 اور جبر الامت متفق ہوں۔ اور جس مسئلہ پر حضرت خالد بن الولید جیسے مجاہد اور فوج  
 کے سپہ سالار متفق ہوں۔ اور جس مسئلہ پر بقیہ حضرات صحابہ کرام میں کوئی ایک فرد بھی  
 اس کے خلاف لب کشائی نہ کرتا ہو۔ اور جس مسئلہ پر حضرات آئمہ اربعہ اور جمہور آئمہ  
 کرام متفق ہوں اور جس مسئلہ کے خلاف کوئی مسلمان انکار کرنے پر قادر نہ ہوا ہو۔ تو  
 اس مسئلہ کے حق اور ثابت ہونے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

حضرت امام ابو عمرو عامر بن شراحیل شعبی (المتوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ

کان العلم یؤخذ من ستة عشر  
 و علی و ابی و ابن مسعود و سنید  
 و ابی موسیٰ و قال ایضا قضاة الامة  
 اربعة عشر و علی و زید و ابو موسیٰ  
 علم کا مرکز چھ حضرات تھے۔ حضرت عمر، حضرت علی،  
 حضرت ابی، حضرت ابن مسعود، حضرت زید اور  
 حضرت ابو موسیٰ اور نیز انہوں نے فرمایا کہ است  
 کے حج اور قاضی چار ہیں۔ حضرت عمر، حضرت علی،

رضی اللہ تعالیٰ عنہم (مذکرۃ الحفاظ ج ۳) حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ  
یعنی یہ وہ حضرات ہیں جن سے علم دین اخذ کیا جاتا تھا۔ اور امت مسلمہ کے مسلم  
قضاۃ و حج تھے اور حضرت صفوان بن سلمہ الامام المدنی الفقیہ المتوفی ۳۲ھ  
فرماتے ہیں کہ

لہ یکن یفتی فی زمن النبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
غیر عمر و علی و معاذ و ابی  
موسیٰؓ (مذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۳)  
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں  
ان چار حضرات کے بغیر اور کوئی فتویٰ نہیں دیتا  
تھا۔ وہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت معاذؓ  
اور حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ ہیں۔

آپ حضرات بخوبی اس مقالہ میں مرتد کے بارے میں ان حضرات کے فتوے  
اور فیصلے پڑھ چکے ہیں۔

اس مقالہ میں پیش کئے گئے واضح اور صریح حوالوں سے یہ بات ثابت ہو گئی  
ہے کہ مرزائیوں کی دونوں پارٹیاں تلویانی اور لاہوری اسلامی حکومت میں شرعاً واجب  
القتل ہیں۔ اگر کوئی اسلام سے پھر کر مرزائی ہوا ہو تو مرتد ہونے کی وجہ سے واجب القتل  
ہے اور اگر کوئی نسل بعد نسل مرزائی چلا آتا ہے تو زندیق ہونے کی وجہ سے واجب القتل ہے۔  
یہی حکم ہے ہر اس گمراہ پارٹی یا فرد کا جو ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر یا موؤں ہو ملاحظہ  
ہو شامی ج ۳ ص ۲۲۵۔ مگر یہ یاد رہے کہ کسی کو حد یا تعزیراً قتل کرنا صرف اسلامی حکومت اور  
عدالت شرعیہ کا کام ہے۔ عوام کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ صرف  
دی کام کرتے اور کر سکتے ہیں جس کا انہیں اختیار دیا گیا ہے اس کے علاوہ وہ مجبور ہیں  
میری مجبوروں کو کون جسامے میں خود مختار ٹھہرایا گیا ہوں



## پاکستان میں قادیانوں کی تعداد | قادیانی فرقہ جس طرح آنحضرت

نبوت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اور مرزا غلام احمد کو نبی یا مصلح اور مسیح موعود ماننے وغیرہ کے دعوؤں میں سراسر جھوٹا ہے۔ اسی طرح عوام الناس کو بہکانے کی خاطر اپنی تعداد بھی بڑھا چڑھا کر بتلانے اور اس کا پردہ پگنڈا کرنے میں بھی جھوٹا ہے۔ حقیقت اور نفس الامر اس کے بالکل خلاف ہے۔ ملک کے اندرونی حالات اور مردم شماری وغیرہ داخلی امور کی حقیقت کو جس طرح ملک کا وزیر اطلاعات و نشریات جانتا ہے۔ وہ کوئی اور نہیں جان سکتا۔ کیونکہ یہ باتیں اور اندرون ملک کے امور اس کے فرض منصبی میں شامل ہوتے ہیں۔ اور ان امور کے بارے اس کی رپورٹ حرف آخر سمجھی جاتی ہے۔

## پاکستان کے سابق وزیر اطلاعات و نشریات کا بیان | اسلام آباد (پ۔ پ۔) ۱۹۸۱ء

ملک میں قادیانوں کی تعداد ایک لاکھ چار ہزار دو سو چوبیس ہے۔ یہ بات دفاتی ذریعہ اطلاعات و نشریات راجہ محمد ظفر الحق صاحب نے آج مجلس شوریٰ میں ایک سوال کے جواب میں بتائی (بلغفہ اخبار جنگ لاہور ص ۵ بدھ ۱۹ شوال ۱۳۹۸ھ، ۱۸ جولائی ۱۹۸۱ء) اسلام آباد (پ۔ پ۔) دفاتی ذریعہ خزانہ یسین ڈٹو نے ایوان کو ایک سوال پر بتایا کہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق ملک میں عیسائیوں کی تعداد ۱۲ لاکھ ۱۰ ہزار ۲۶ ہندوؤں کی تعداد ۱۲ لاکھ ۷۶ ہزار ۱۱۱، پارسیوں کی تعداد ۷۰۷ اور ۱۱۱۱۱۱ کی تعداد ایک لاکھ ۴ ہزار ۲۴۲ ہے۔ (اخبار جنگ لاہور ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ)

۵ جنوری ۱۹۴۷ء (ص ۱ کالم ۱)

یہ تعداد پاکستان میں بسنے والے جملہ مرزائیوں کی ہے۔ جو ربوہ وغیرہ ملک کے دیگر اطراف اور علاقوں میں رہتے ہیں۔ بعض دیگر ممالک میں بھی کچھ مرزائی ہیں۔ مگر ان کی تعداد سینکڑوں تک بھی نہیں پہنچتی۔ چہ جائیکہ وہ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ہو لیکن ان کے غلط بیانات اور ان کے ایجنٹوں اور حواریوں کے ہوا دینے سے تاثر قائم ہوتا ہے۔ کہ شاید وہ لاکھوں سے بھی متجاوز ہیں۔ مگر یہ پردیگٹڈ امرزا غلام کی جھوٹی نبوت کی طرح صرف جھوٹ کا پسندہ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ دیگر باطل فرقوں اور بے دین سیاسی لیڈروں کی ملی بھگت سے وہ پھولے نہیں سماتے۔ اور ان کی ملی اور مالی تنظیم کی جڑیں بھی خوب مضبوط ہیں۔ اور مختلف عنوانات سے وہ لوگوں کی جیسے صاف کرنے میں بڑے مشاق ہیں۔ بقول مولانا ظفر علی خاں صاحب مرحومؒ مسلمانوں کے جانثیں گروہ کٹوں سے کم نہیں کتر کے جیب لے گئے پیمبرؐ کے نام سے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو توحید و سنت اور ختم نبوت کے بنیادی عقائد پر قائم رکھے اور فتنوں سے بچائے (آمین)

وصلی اللہ تعالیٰ وسلمہ علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وذرتہما تہ واتباعہم الی یوم الدین۔

احقر الناس ابو الزاہد محمد سر فرار خطیب جامع  
وصدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوہر الو